صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 2 ستمبر 2003ء بمطابق 4 رجب 1424ہجری صبح نو بجکر پچاس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

وَأُزۡلِفَتِ الۡجَنَّةُ لِلۡمُتَّقِينَ غَيۡرَ بَعِيدٍO هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍO مَّنۡ خَشِيَ الرَّحۡمَٰنَ بِالۡغَيۡبِ وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِيبٍO ادۡخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ذَٰلِكَ يَوۡمُ الۡخُلُودِO لَهُم مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا وَلَدَيۡنَا مَزِيدٌO وَكَمۡ أَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُم مِّن قَرۡنٍ هُمۡ أَشَدُّ مِنۡهُم بَطۡشًا فَنَقَّبُواْ فِي الۡبِلَٰدِ هَلۡ مِن مَّحِيصٍO إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكۡرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُۥ قَلۡبٌ أَوۡ أَلۡقَى السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيدٌ

(ترجمہ): اور بہشت پرہیز گاروں کے قریب کردی جائے گی (کہ مطلق) دور نہ ہوگی یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یعنی) ہر رجوع لانے والے حفاظت کرنے والے سے جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع لانے والا دل لے کر آیا اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے وہاں وہ جو چاہیں گے ان کے لئے حاضر ہے اور ہمارے ہاں اور بھی (بہت کچھ) ہے اور ہم نے ان سے پہلے کئی اُمتیں ہلاک کر ڈالیں۔ وہ ان سے قوت میں کہیں بڑھ کر تھے وہ شہروں میں گشت کرنے لگے۔ کیا کہیں بھاگنے کی جگہ ہے؟ جو شخص دل (آگاہ) رکھتا ہے یا دل سے متوجہ ہو کر سنتا ہے اس کے لئے اس میں نصیحت ہے۔

وآخِرُ الدَّعۡوَانا أَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِینَ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جن معزز اراکین کی طرف سے رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ بغرض منظوری ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جناب سید ظاہر علی شاہ صاحب، ایم پی اے، آج تا6.9.2003تک۔ یہ ابھی ابھی ایک اور درخواست معزز رکن جناب عنایت اللہ خان گنڈاپور صاحب، ایم پی اے کی موصول ہوئی ہے۔

Is it the desire of the House that leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted.

جیسا کہ اس معزز ایوان نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ آج Contract policy پر اس ایوان میں بحث ہو گی تو میرے خیال میں مجھے تو اسمبلی سیکرٹریٹ کو جن کے۔۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! I am on a point of order!

جناب سپیکر: جی:

جناب عبدالاکبر خان: ہم نے کل Rules relax کرائے تھے وہ Basically Questions Hour اور Adjournment motions کے متعلق تھے۔ رول 111 کے تحت ہم نے Disapproval of ordinance کا جو نوٹس دیا تھا چونکہ وہ ایک Legal requirement تھی کہ From the commencement day within three days that should be taken, so.

آپ نے ایجنڈے میں بھی شامل کیا ہے۔ اس کے لئے کوئی Rules relax نہیں ہوئے ہیں۔ اگر آپ اس کو لے لیں تو میرے خیال میں یہ ٹھیک رہے گا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب

جناب عبدالاکبر خان: میں Quote کرتا ہوں، ہمارے جو رولز ہیں، اس کا رول 111 جو ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ ہم نے پڑھا ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: ٹھیک ہے سر! آپ نے ٹھیک بھی کیا ہے۔ سیکرٹریٹ والوں نے اس ایجنڈے میں بھی شامل کیا ہے جو رولز کے تحت Legal requirement ہے جو اس کو شامل کیا چونکہ اس کو Suspend نہیں کیا جا سکتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو لیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو شامل کیا گیا ہے، رولز کا مطلب یہ نہیں کہ اس پر Within three days خوامخواہ discussion ہوگی۔

جناب عبدالاکبر خان: خوامخواہ ہوگی اس میں Shall کا لفظ استعمال ہوگا۔

قاعدہ 3 کے تحت جناب عبدالاکبر خان، ایم پی اے کی جانب سے شمال مغربی سرحدی صوبہ فنانس (دوسرا ترمیمی) آرڈیننس 2003 کو نامنظور کرنے سے متعلق قرارداد پر بحث

Mr. Speaker: اچھا/Mr. Abdul Akbar Khan; M.P.A, to please move his resolution regarding disapproval of Finance (Second Amendment) Ordinance, 2003 under rule 111 in the House. Mr. Abdul Akbar Khan, M.P.A, please.

Mr. Abdul Akbar Khan: Thank you Mr. Speaker Sir, Janab Speaker! This Assembly disapprove the North West Frontier Province Finance (Second Amendment) Ordinance, 2003, (N.W.F.P Ordinance No VI of 2003) Am I allowed? Mr. Speaker:

Mr. Speaker: Why not, you are allowed.

Mr. Abdul Akbar Khan: Thank you.

جناب سپیکر! یہ Ordinance آئین کے آرٹیکل 128 کے تحت Promulgate کیا گیا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ

An Ordinance promulgated یہ آرٹیکل 128 کا (2) ہے-

(2) An ordinance promulgated under this Article shall have the same face , and effect as an Act of the Provincial Assembly and shall be subject to the like restrictions as the power of the Provincial Assembly to make laws -----

پھر اس میں (a) ہے۔

(a) Shall be laid before the Provincial Assembly and shall stand repealed at the expiration of three months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is

passed by the Assembly, upon the passing of that resolution

تو Legislature کے پاس power ہیں کہ وہ اس کو Disapprove کرتا ہے جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا یہ جو Ordinance انہوں نے کیا ہے، اس میں ایک یہ ہے کہ

Amendment of Section 2 of NWFP. Act. تو انہوں نے کہا ہے کہ In the North West Frontier Province Finance Act, 1996(N.W.F.P Act of 1996) In Section 11, in Sub-Section (2) for the figure 1-2, the figure 1.25, shall substituted and shall always be deemed to have been no substituted with effect from 11th January. جناب سپیکر یہ آئین retrospective punishment کو بھی Retrospective legislation کو بھی خاص کر Taxes میں بالکل Allowed ہی نہیں کرتا۔ آپ آرٹیکل 77 کو دیکھیں۔

جناب سپیکر: آرٹیکل 77۔

جناب عبدالاکبر خان: آرٹیکل 77 کو آرٹیکل 137 میں Validate کیا گیا ہے۔ پراونشل اسمبلی تک، No taxes shall be levied for the purpose of Federation اس میں تو Federation ہے لیکن 137 کے ساتھ اس میں پراونس آجاتا ہے Except by or under authority of Act یعنی کوئی ٹیکس بھی Act بننے سے پہلے نہیں ہو سکتا ہے جب Act بنے گا قانون بھی بنے گا تو اس کے بعد ٹیکس شروع ہو گا Retrospective taxes fexcesition کیسے ہو سکتی ہے آپ Ordinance تو آج نکال رہے ہیں اور Effect دے رہے ہیں اس کو 98-1997 سے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں نے Resolution پیش کیا ہے اور Under the rule آپ اس کو ہاؤس میں Put کریں کہ ہاؤس اس کو Disapprove کرتا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب۔

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون): ٹھیک ہے جی۔ آپ رولز کے مطابق لے لیں۔

Mr. Abdul Akbar Khan: Thank you sir.

Mr. Speaker: The question before the House is that the resolution for disapproving of the Ordinance, as mentioned by honourable member Mr. Abdul Akbar Khan, may be passed. Is it the desire or the House that the resolution may be disapproved?

Mr. Abdul Akbar Khan: No Sir, the Ordinance may be disapproved.

Mr. Speaker: The Ordinance may be disapproved. Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The amendment repealed unanimously.

(Applause)

جناب عبدالاکبر خان: میں مشکور ہوں All members کا کہ انہوں نے اس Ordinance کے Disapproval میں میرا ساتھ دیا ہے۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Item No. 9. Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, to please move his resolution regarding disapproval of Finance (Amendment) Ordinance 2003 under rule 111, in the House. Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, please.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر سر! اس کو تو آپ نے ایجنڈے میں شامل ہی نہیں کیا ہے۔ ایجنڈے میں شامل نہیں کیا ہے But any how آپ نے ایجنڈے میں لکھا ہے لیکن اس کی تو مجھے کاپی دے دیں نا۔ شکریہ۔

Sir, this Assembly disapproves the North West Frontier Province Finance (Amendment) Ordinance, 2003, (N.W.F.P Ordinance No. Val of, 2003).

جناب سپیکر! میں اس پر بولنا نہیں چاہتا۔ میں نے یہ Resolution move کر دیا ہے۔ آپ اس پر ووٹنگ کرائیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: Thank you sir پہلے تو عبدالاکبر خان نے خود فرمایا کہ اس پر میں بولنا نہیں چاہتا بلکہ اس کی میرے پاس جو کاپی آئی ہے اس پر Disapproval کی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: سر! نہیں، دیکھیں جناب Some arguments ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ آپ Section 4 کے بعد Section 5 لانا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! Law Department مطلب یہ ہے کہ جو بھی Ordnance آتا ہے، جو بھی ایکٹ آتا ہے تو اس کے ساتھ یہ لکھا ہوتا ہے کہ رولز اس کے تحت بنیں گے۔ وہ اس کے لئے ایک الگ Clause ابھی لائے ہیں اس کا مطلب تو یہ ہے کہ پہلے

ایکٹ میں یہ نہیں تھی تو ہم نے اس کی Disapproval پیش کی ہے، جناب سپیکر! آپ اس کو ہاؤس کے لئے Put کر دیں، میں اس پر زیادہ Detail سے بات کرنا نہیں چاہتا۔

وزیر قانون: سر! اس میں ایک اور، Section 4 آپ دیکھ لیں۔ Ordinance 2002 میں بنا ہے۔ اس میں تو ہوٹلوں پر ٹیکسز کا معاملہ ہے جی۔ اس کے رولز نہیں بنائے گئے۔ تو صرف Powers دینا چاہتے ہیں Power to make rules کہ How کس طرح ہم Collect کریں گے، کیسے Collect کریں گے ہوٹلوں سے ٹیکسز، تو اس میں اور کوئی خاص بات نہیں ہے۔ The Government have the right to make rules.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرا مقصد اس Disapproval of resolution کا یہ تھا کہ جس وقت یہ Main Act آرہا تھا، یہ Provision تو دنیا کے ہر ایکٹ میں قانون میں ہوتا ہے اور ساتھ یہ لکھا ہوتا ہے کہ رولز اس کے تحت بنیں گے۔ ایک یا ڈیڑھ سال ہوا، 2002 میں فنانس بل آیا تھا، ڈیڑھ سال اور دو سال میں۔ ابھی تک رولز کا کوئی پتہ نہیں ہے، ابھی یہ رولز لا رہے ہیں چلیں جی، میں اس کو Withdraw کرتا ہوں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! اگر 2002 میں ایک غلطی ہو گئی ہے تو کیا اس کو درست نہیں کریں گے؟

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ The resolution withdrawn the honorable Member Mr. Abdul Akbar Khan has withdrawn his resolution.

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! زما یو خواست دے۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب بشیر احمد بلور: چې مهربانی اوکړی شی اؤ کله چه دا سے آرډیننس راځی او په هغې کښې دا سے Amendments وی نو پکار ده چې هغه فل آرډیننس مونږ ته راکړئ چې مونږ اوګورو چې یره دیکښې کوم ځائے کښې پرابلم دے۔ دا مونږ ته خالی راغلو چې 1,2 including۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: بالکل دا Valid دے چې کوم آرډیننس مطلب دا دے چې هغه ایکټ کښې هغې سره پرنسپل ایکټ پکار وی۔ پکار وی چې په کوم سیکشن کښې امنډمنټ۔

(قطع کلامی)

جناب بشیر احمد بلور: څه دا خبره کومه جی چې مونږ ته پته نه وه چې دے کښې څه شے دے--- (شور)--- زما ریکویسټ دے چې Future کښې مونږ ته پوره آرډیننس پکار دے۔

جناب سپیکر: اسمبلی سیکرټریټ نه دا خبره راغله چې چونکه دا ایډیشن دے ، خو ایډیشن کښې هم پرنسپل دغه خو ورسره پکار دے کنه۔

جناب بشیر احمد بلور: زما درخواست دا دے اؤ مطلب دا دے چې Initial کښې مونږه ته ملاؤ شی چې مونږ سټډی اوکړو چې دا څه شے دے نو که موقع ملاؤ شوه نو بیا----

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: او۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! دے باندے د چیئر تقریباً وقتاً فوقتاً رولنگ راغلی دی۔ چې تاسو کله آرډیننس نوے رااوړئی Main ordinance یا ایکټ ورسره ضروری پکار دے ، د هغې دغه د پاره ، ځکه جی بیا پته خو نه لګی چې دا تاسو په کوم سیکشن کښې امنډمنټ غواړئ۔ دا پکار ده چې اسمبلی سیکرټریټ، خو یو خبره ده چې مونږه ته نوره هم پته ده چې تاسو ته په کوم ریټ باندے دغه نه ملاویږی۔

(قہقہے،شور)

جناب سپیکر: بیا به ئے راوړی دا ډیوټی ده د دوئ بیا مطلب دا ده دے چې پرنسپل ایکټ کوم دے هغه به بالکل Proposed amendmentsسره به Attach وی۔ بنه جی کنټریکټ پالیسی باندے خو چې کوم----

(قطع کلامی)

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر! میں ایک Explanation کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کل کے واک آوٹ کی وجہ سے جو Questions lapse ہوگئے تھے، ان کے لئے ہم نے درخواست دی تھی اور انہوں نے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا بہترین جواب تو مسٹر عبدالاکبر خان کے پاس ہوگا۔ وہ جواب دیں گے کہ طریقہ کار کیا ہوگا؟

جناب عبدالاکبر خان: سپیکر صاحب کے سامنے ہم نے بات کی ہے اور انہوں نے کل کا وعدہ کیا ہے ہمارے ساتھ کہ کل لئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔

قاضی محمد اسد خان: میں اس وعدے پر اعتماد کرتا ہوں۔

کنٹریکٹ پالیسی پر بحث

جناب سپیکر: جناب بشیر احمد بلور صاحب کنٹریکٹ پالیسی پر بحث کا آغاز کریں۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! ډیره ډیره مهربانی تاسو دے اهم مسئله باندے ماته حکم اوکړو چې څه خبره اوکړم۔ جناب سپیکر صاحب! دا کنټریکټ پالیسی چې ده دا زمونږ دے صوبه کښې خاص کر دے غریب خلقو سره او بیا ورسره کلاس فور یو خو کلاس فور په کنټریکټ دی۔ او یو کلاس فور Fix دی۔ لیکچرارز چې دی هغه هم په کنټریکټ باندے دی۔ ډاکټرز چې دی هغه هم په کنټریکټ باندے دی۔ نو سپیکر صاحب تاسو پخپله سوچ اوکړئی چې دے صوبه کښې چرته چې Un-Employment دومره زیات دے چرته چې کارخانے نشته۔ چرته چې خلقو ته د روزګار بله ذریعه نشته۔ او هغې کښې هم دلته چې خلق حکومت په کنټریکټ باندے خلق اخلی او یو کلاس فور چې څوک په کنټریکټ اخلی، تاسو په هغې باندے سوچ اوکړئی چې د هغې څومره تنخواه ده۔ هغه به څنګه خپل بچے پالی۔ او بیا چې کله هغه ریټائرډ شی۔ نو هغه له به څه مراعات ملاویږی۔ نو کنټریکټ کښې هیڅ داسے خبره نشته۔ بیا دے کنټریکټ سره څه

مراعات شته، خو بل دا سے کلاس فور دی چې هغه دوه زره روپۍ میاشت اخلی که هغه هر څنګه چل وی۔ چې شل کاله سروس وی او که پنځوس کاله سروس وی هم هغه دوه زره روپۍ به اخلی۔ نن تاسو سو اوګړئی دے مهنګائی دور کښې، دے حالاتو کښې چې چرته یو د بجلئ بل راشی نو د ګیس د بل پیسے نه وی۔ او که د ګیس بل پیسے وی نو د ماشومانو د پاره د سکول یونیفارم نه وی۔ او چې یونیفارم وی نو بیا به ورسره د سکول د پاره کتابونه نه وی۔ چې کتابونه وی نو بیا به ورسره د سکول فیس نه وی۔ او خدائے مه کړه چې چرته د ا ماشوم بیمار شی نو تاسو به دا اوګورئی چې د هغې څومره زیات، چې ډاکټر له لاړ شی نو د هغې Expenses څومره زیات، د هغې دوائی، د هغې ایکسرے او بیا ډاکټران صاحبان چې کوم ورته ټسټونه لیکی، نو خدائے د پاره په دے سوچ اوکړئی چې یو عام سړے هغه د خپل بال بچ سره، د خپل فیملی سره په دوه زره روپۍ باندے به څنګه ګزاره کوی۔ سپیکر صاحب زمونږه بدقسمتی دا ده چې دومره زیات تضاد دے زمونږ۔۔۔۔

(شور)

<u>جناب سپیکر</u>: آرډر پلیز۔ آرډر مولانا محمد مجاهد الحسینی۔

<u>جناب بشیر احمد بلور</u>: زمونږ خپلو پالیسو کښې زمونږ خپل هغه کردار کښې، زمونږ خپل سوچ کښې دومره تضاد دے سپیکر صاحب چې دا عام سړے په دوه زره روپۍ میاشت کښې خپل ټول بچی به هم ساتی۔ خپل کور به هم ساتی، خپل ټول Expenses به هم کوی۔ خو دلته دے پېښور ښار یو هوټل دے چې هلته لاړ شے نو په یو وخت کښې خلق پنځه سوه روپے باندے خالی روټی خوری۔ نو دومره لوئے زمونږه دے سوسائټی کښې تضاد دے۔ نو څه دا عرض کوم چې د هغه کلاس فورو او ده کنټریکټ فکس هغه کلاس فور چې دی د هغوئی خو ژوند بالکل ختم دے۔ بل سپیکر صاحب! دا لیکچرارز دی چې هغه په کنټریکټ باندے اغستے کیږی۔ یو لیکچرار ته چې دا پته وی چې څه پنځه کاله پس یا دوه کاله پس به څه چهټی کیږم۔ نو هغه به Mentally څنګه دومره Ensure وی۔ Mentally به څومره هغه Satisfied وی چې هغه خپل بچو ته سبق په صحیح طریقے سره ښائی۔ سپیکر صاحب! بدقسمتی زمونږ دا ده چې مونږ دا سے Expenses دی چې هغه

بے حسابه کوؤ۔ خو چې د یو غریب سړی یا یو د تنخواه دار سړی خبره راشي نو هغې کښې مونږ وایو چې فنانس پرابلم دے او Financial constraints دے او مونږ په دے وجه باندے دومره Expenses نه شو کولے۔ سپیکر صاحب! یو لیکچراز چې هغه دلته نه تاسو دیر ته یا لرے ځایونو ته ټرانسفر کوی چې هغه هلته لاړ شی۔ هغه عاجز په دے کنټریکټ باندے او په دے Limited pay باندے به څنګه خپل ژوند تیروی۔ او هر یو کس چې هغه ته څومره پیسے ملاویږی هغه خو یو Standard خپل جوړ کړی۔ او په هغه Standard باندے خپل ژوند تیروی۔ نو چې بیا کله هغه کنټریکټ ختم شی۔ هغه کورته ځی نو هغه Standard چې کوم سړے پنشن والا وی نو هغه ته بیا هم لږے ډیرے پیسے ملاوېږی او چې فکس تنخواه والا سړے کورته راځی۔ د دهٔ مخکښې بیا هیڅ Future نشته۔ نو هغه Standard بیا به غورځوی نو هغه غورځولو غورځولو کښې به بیا هغه خواه مخواه په غلطے طریقے سره کوشش کوی چې پیسے ځان له پیدا کړمه خپل بچو له رزق پیدا کړمه۔ خپل Status هغه بحال اوساتم۔ سپیکر صاحب دریمه اهم خبره چې ده هغه د ډاکټرانو صاحبانو ده۔ ډاکټر صاحب چې دے هغه تاسو په کنټریکټ واخلی په پنځه شپږ زره روپۍ میاشت یا په اته زره روپۍ میاشت۔ سپیکر صاحب ده ډاکټرانو پرابلم دا دے چې هغه بل ورځ ماته یو Delegationراغلے وو هغوئ مونږ ته پوره کاغذونه راکړی دی۔ هغوی مونږه ته دا اوے چې زمونږه د ډاکټرانو لس لس کاله تیر شول شپږ کاله تیر شول اووه کاله تیر شول مونږ ډاکټران یو۔ اوس د دوئی پالیسی دا ده چې تاسو پبلک سروس کمیشن ته پیش شئ۔ هلته نه به تاسو پاس شئ نو بیا به مونږ تاسو ته Permanent job درکوؤ۔ اوس سپیکر صاحب یو کس چې لس کاله مخکښې.M.B.B.S کړے وی۔ لس کاله هغه لګیا وی هسپتال کښې کار کوی۔ د هغه مقابله هغه هلک چې هغه نوے نوے Graduate شوے وی۔ د هغه Mentally، د هغه سوچ د هغه کتابونه د هغه Environmental داسے وی۔ چې هغه هر وخت Study کولے شی۔ هغه هر وخت خپله خبره کولے شی۔ کومے نوے نوے ،طریقے چې وی۔ هغه ته پته وی اؤ کوم ډاکټر چې لس کاله کار کړے وی۔ هغه به څنګه د یو نوی هلک مقابله کوی؟ پکار دا ده چې کوم خلقو چې لس کاله،

پینځلس کاله یا اته کاله ډیوټی کړے وی۔ چې هغوئ ته دومره Margin ورکړے شی۔ یعنی چې کوم خلق کار کوئ۔ نو هغوئ د مخکښېPermanent کړے شی۔.S.D.O ته د کسانو ضرورت دے۔ نو هغه د Permanent کړی۔ بیا د نور خلق Public Service Commission ته لاړ شی، اؤ چې چرته ضرورت وی نو هغوئ د واخلی خو دا یو سړے چې لس کاله ئے ستاسو خدمت اوکړو۔ هغه تاسو وایئ چې بس دے تا مونږه اوباسو۔ نو زما دا خواست دے سپیکر صاحب چې د دے Contract policy ، دا Fixed pay چې دے دا ډیر ظلم دے۔ پکار ده چې په دے باندے حکومت ډیر زیات سوچ اوکړی۔ اؤ ټولو نه لویه خبره دا ده سپیکر صاحب چې هر یو کس چې هغه یو ځل خپل Standard ، Maintain کړی۔ نو هغې کښې هغه بیا واپس کیدے نه شی۔ نو هغه بیا نوے طریقے را اوباسی او خاصکر یو ډاکټر، چې Mentally پخپله Satisfied نه وی۔ نو هغه به څنګه یو مریض صحیح طریقے سره ګوری۔ د هغه علاج به کوی۔ او هغه ته به داسے Prescription ورکوی۔ چې هغه جوړ شی۔ هغه پخپله د کور مسائل، د بچو مسائل، د سکول مسائل ده هغه ټول تکالیف دے علاقه کښې چې مونږ داسے ډاکټر، لیکچرار دا مونږ ټوله دنیا وائی دا لیکچرار چې دے دا د ماشومانو د تربیت آماجګاه دے او Basic تربیت د دے ځائے نه کیږی۔ دا هلکان روځی او دا ماسټر صاحب چې پخپلهMentally satisfied نه وی، نو هغه به ماشومانو ته څه سبق ښائی؟ هغه به هلکانو ته څه سبق ښائی؟ زمونږ جنریشن به څنګه مخکښې ځی او جنریشن زمونږه به څنګه دومره حده پورے به ځی چې هغه دے ماسټر نه څه زده کړی۔ دغه شان د ډاکټر عاجز خبره هم ده چې یو ډاکټر دے هغه بالکل Mentally satisfied نه دے ، هغه مریضان هغه هسپتال ته ځی هغه پخپله پریشان وی نو سپیکر صاحب زما دارخواست دے چې مهربانی د اوکړے شی دا کنټریکټ چې کوم خلق اغستلے شوی دی هر څنګه چې وی دوئی دے مخکښې Permanent کړے شی او دوئی سره د دوئی کوم مراعات چې دی هغه دے ملاؤ شی او کنټریکټ ډاکټران دومره پورے هغوی غریبانان دا وائی چې مونږ ته دا وینا شوے ده چې خالی ستاسو پنشن به نه وی باقی به ټول Facility به تاسو درکړے کیږی، هغه وائی چې مونږه ته یو Facility هم چھټیانے هم نه ملاویږی۔

دا چې کوم دو سو روپئی زمونږه نوی حکومت زیاتے کړے دی هغوئی وائی چې هغه دو سو روپئی انکریمنټ هم مونږ ته نه ملاویږی۔ لیکچرارز سره داسے کیږی،دا کنټریکټ کلاس فور ته هم داسے کیږی او ډاکټرانو سره هم داسے کیږی، زما به دا خواست وی د حکومت نه چې هر څنګه وی دا کلاس فورو ته خو ډیر زیات پکار دی چې دا د Permanent کړے شی،ده دے عاجزانو دوه زره روپئی میاشت ده۔ تاسو پخپله سپیکر صاحب مونږ خالی کیفیټیریا ته چائے ته څو اپوزیشن والا،نو هغه دوه زره روپو په یو وخت کښې خلق چائے اوڅکی۔ دا په دے باندے لږ سوچ اوکړی دا حکومت چې دا غریب خلقو ته څه داسے ګنجائش ملاؤ شی چې هغوئی هم خپل بچے اوساتی،خپل کور اوساتی۔ د دے مهنګائی دور کښې دوه زره روپئی میاشت زما خیال دے دومره ظلم دے چې حد نه زیات دے۔څه ستاسو ډیر زیات مشکور یم ډیره مهربانی۔

Mr. Speaker: Thank you very much.

ڈاکٹر محمد سلیم: پوائنټ آف آرډر۔محترم سپیکر صاحب پرون په تمباکو باندے مونږ خبرے کړے وے او سراج الحق صاحب ویلے وه چې منسټران به راځی تاسو سره به کښینی خو څه چې اخوا ګورمه نو نه سراج الحق صاحب شته او نه نور څوک، صرف هیلتھ منسټر۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: اوس دا دغه شروع دے۔بیا هغې۔۔۔۔۔

(مداخلت)

ڈاکٹر محمد سلیم: هیلتھ منسټر شته،زمونږه دا فوری مسئله ده۔ چې هلته چېنونه تقسیمیږی، زمیندارئے ورکوی۔ مونږه ایم پی ایزاو ایم این ایز او پکښې بائی پاس شوی یو۔دا فوری مسئله ده۔ که دا مسئله نه حل کیږی۔نو بس مونږ احتجاجاً واک آؤټ کوؤ۔

جناب سپیکر: داسے چل دے،ډاکټر صاحب چې سراج الحق صاحب راشی،اوس کومه چې په کانفرنسز باندے ایجنډا تاسو دغه کړے ده۔دا ستاسو جمهوری حق دے۔ چې څه دغه کوئی چې هغوئی راشی،خبره به ورته اوکړو۔تاسو به بهر

کښینئی،مطلب دا دے خپله خبره به اوکړئی۔ د هغوئی د راتلو پورے صبر اوکړئی۔

(قطع کلامیاں)

جناب انور کمال: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی انور کمال صاحب۔

جناب انور کمال خان: زما خپلو دے معزز ممبرانو ته دا خواست کومه چې تاسو -----

جناب سپیکر: او ایجنډه باندے آئتم پروت دے۔

جناب انور کمال خان : تاسو لږ د صبر نه کار واخلئی۔ جناب سپیکر صاحب، څه ستاسو وساطت سره دوئی ته درخواست کوم چې تاسو صبر اوکړئی کیدے شی په دے هاؤس-----

(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر محمد سلیم: سپیکر صاحب! څه-----

جناب مختیار علی: دا خبره نه ده۔مونږ وایو-----

جناب انور کمال: نه بله ده کنه، Already تاسو سره Commitment شوے دے۔

(شور/قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: که دا دغه کوئی ما سره بیا هیڅ Alternative نشته چې څه اجلاس ملتوی کړم لکه۔

ایک آواز: ٹهیک شوه جی۔مونږ واک آؤٹ کوؤ۔

(اس مرحلہ پر چند ممبران اسمبلی نے ایوان سے علامتی واک آؤٹ کیا)

جناب سپیکر: جناب انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: شکریہ جناب-----(شور)

جناب سپیکر: زما په خپل خیال۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ کنٹریکٹ کے حوالے سے آپ نے مجھے موقع دیا ۔جناب سپیکر، آپ کو علم ہے کہ اس سیشن سے پہلے دو Consecutive sessions میں ہم نے کنٹریکٹ پالیسی کے حوالے سے ڈیبیٹ کی اور ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک چیز کو بار بار دھرانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، لیکن چونکہ ہم محسوس کررہے ہیں کہ اس کنٹریکٹ پالیسی سے جو نقصانات سامنے آرہے ہیں یا جو ہمارے اس وقت کے ڈاکٹرز صاحبان ہیں یا باقی Contract employees ہیں اور جو مسائل ان کو درپیش ہیں تو ہم اس چیز کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے بار بار حکومت سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ آپ کم از کم اس کنٹریکٹ پالیسی پر نظر ثانی ضرور کریں۔ جیسے کہ بشیر بلور خان نے اپنی تقریر میں کنٹریکٹ کے حوالے سے آپ کو بتایا کہ اس کے کیا برے اثرات ان کنٹریکٹ ملازمین پر پڑ رہے ہیں۔ایک تو وہ کلاس فور ملازمین ہیں۔ میں ان کے بارے میں بھی ضرور بات کرنا چاہوں گا اور آپ کے وہ کنٹریکٹ ملازمین ہیں جو کہ مختلف شعبوں میں اس وقت کام کررہے ہیں اور میں آپ کو صرف یہ بتاتا چلوں کہ اس کے پس پردہ وہ کیا ضرورت تھی، کیا Theme تھی کہ آپ ایک ریگولر پالیسی کو Ignore کرتے ہیں اور اس کی جگہ آپ ایک کنٹریکٹ پالیسی لے کر آتے ہیں تو اس کا Basic theme غالباً گورنمنٹ کے خیال میں یہ تھا کہ Contract کی مد میں ڈاکٹرز صاحبان کی وجہ سے کم از کم حکومت کے خزانے پر پنشن کا بوجھ نہیں پڑے گا۔ایک طرف تو وہ حکومت کے خزانے پر پنشن کا بوجھ ختم کرواتے ہیں لیکن دوسری طرف آپ دیکھیں کہ کنٹریکٹ ملازمین کی وجہ سے کہ جن کو کوئی سروس سیکورٹی Provide نہیں کی جاتی اور آپ ان کو کنٹریکٹ پر رکھتے ہیں اور آپ ان سے یہ Agreement کرتے ہیں کہ آپ کے کنٹریکٹ کے تحت جو ملازمت ہے اس کی مدت میعاد ایک سال کی ہوگی اور وہ further ایک سال کے لئے یا دو سال کے لئے Extendable ہے تو جو شخص یا جو ڈاکٹر یا جو Candidate ایک Contract ملازمت اختیار کرتا ہے تو سب سے بڑی چیز جو سروس میں Count کی جاتی ہے وہ Service security ہے۔جب تک ایک شخص کو اپنی Service کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کی Service کب Terminate ہوگی تو میرے خیال میں وہ کبھی بھی دیانتداری سے اور Efficiently سے اپنا کام سرانجام نہیں دے سکتا۔اس لئے کہ اس کو علم ہے کہ اس کی یہ نوکری کچی نوکری ہے۔اگر کسی وقت بھی اس کو بغیر نوٹس دیئے ملازمت سے برطرف کیا گیا تو اسے لازماً یہ

نوکری چھوڑنی پڑے گی۔ لہذا ایسا شخص کبھی بھی Efficient نہیں ہو سکتا۔ ایسے شخص سے آپ کبھی بھی یہ Expect نہیں کر سکتے کہ وہ دیانتداری سے اپنی نوکری انجام دے گا۔ اس کو ٹرانسفر بھی نہیں کیا جا سکتا اور وہ اسی پوسٹ پہ کام کرے گا اور اس کی Fixed تنخواہ ہوتی ہے اور جیسے بشیر خان نے فرمایا کہ ان سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ صرف پنشن کی مد میں آپ کو پنشن نہیں دی جائے گی لیکن آج آپ دیکھیں کہ ان کو دور دراز علاقوں میں آپ بھیج دیتے ہیں Unattractive allowances آپ ان کو نہیں دیتے، House rent آپ ان کو نہیں دیتے، آپ ان کو fixed تنخواہوں پہ رکھتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کے جتنے ڈاکٹرز صاحبان ہیں جو آج Contract basis پہ یہاں کام کر رہے ہیں تو ان کا رخ بیرون ملک کی طرف ہو گا اور وہ اپنی نوکریوں کی تلاش کے لئے امریکہ، Saudia Arabia, Gulf یا کسی اور جگہ اپنے لئے نوکریاں ڈھونڈیں گے تو وہ Talent جو ہمارے ملک میں موجود ہے اور میں یہ وثوق اور دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ملک میں اس لحاظ سے کافی Talented لوگ موجود ہیں اور وہ مجبوراً اپنی نوکریوں کی تلاش میں باہر کا رخ کریں گے۔ اب آپ دیکھیں جناب کہ ایک طرف حکومت کا یہ دعوی ہے کہ ہم ملازمتیں Employment opportunities لوگوں کو Provide کر رہے ہیں۔ Apparently 937 جو اب پبلک سروس کمیشن نے Advertise کی ہیں،، 937 پوسٹیں انہوں نے Advertise کی ہیں اور ان کا یہ دعویٰ ہے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا بھی یہ دعویٰ ہے۔ منسٹر صاحب بھی یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو Job opportunities provide کر رہے ہیں لیکن آپ کے سامنے آج یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ لوگوں سے نوکریاں چھین رہے ہیں، آپ لوگوں کو نوکریاں دے نہیں رہے ہیں۔ وہ اس لئے کہ جہاں پہ 937 post آپ نے Create کی ہیں، وہاں پہ آپ نے یہ شرط بھی عائد کی ہے کہ جو بارہ سو ملازمین Already contract پہ کام کر رہے ہیں ان پہ بھی یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ بارہ سو کے بارہ سو ملازمین جو ہیں ان کی سروس اس وقت Contract ہو گی۔ جب وہ پبلک سروس کمیشن سے اپنے آپ کو Clear کریں گے۔ تو اب آپ کے پاس پوسٹیں 937 ہیں اور وہ بارہ سو ملازمین جو کہ Already contract پہ کام کر رہے ہیں تو آپ نے ان کو بھی پابند کیا ہوا ہے۔ Mandatory ہے کہ وہ بھی پبلک سروس کمیشن سے پاس ہوں گے۔ تو اگر 1200 ملازمین میں سے 500 Candidates کوالیفائی کرتے

ہیں تو ایک تو ان کی Length of service جو کہ بشیر خان نے فرمایا ہے کہ کوئی آٹھ سال سے اور کوئی دس سال سے ملازم ہے اور آپ ان کو Compare کر رہے ہیں آج کے ایک Fresh candidate کے ساتھ اور وہ Fresh candidate جو کہ آپ کے پرائیویٹ اداروں سے نکلے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پرائیویٹ اداروں کا میرٹ ہر لحاظ سے اونچا رکھنا چاہتے ہیں تو کیا Competition اس پہ ہو گا۔ اگر وہ 1200 Contract کے ملازمین جن پہ یہ پابندی ہے، یہ mandatory ہے، ضروری ہے کہ وہ پبلک سروس کمیشن سے جو ابھی آپ کے امتحانات شروع ہوں گے اس میں ضرور وہ اپنے کاغذات جمع کروائیں گے۔ اگر وہ سب کے سب 1200 qualify کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ ان کو Re-employ کریں گے۔ لیکن آپ 1200 لوگوں کو تو Employ نہیں کر سکتے۔ اس میں صرف 937 پوسٹیں بھرنی ہوں گی اور باقی لوگوں کو آپ نے گھر بھیجنا ہو گا۔ اور یہ بھی اس Advertisement کی شرائط میں شامل ہے کہ جو لوگ Qualify نہیں کرتے تو ان کو ہم گھر بھیجیں گے۔ آپ اگر یہ دیکھیں کہ ان 1200 میں سے 500 لوگ Qualify کرتے ہیں۔ اس وقت آپ کے پاس کوئی تقریباً 800 سے لے کر 1000 تک ڈاکٹرز Unemployed ہیں۔ اگر ان 1200 میں جو کہ Already employed ہیں اگر 500 بھی Qualify کر جاتے ہیں تو 700 کو آپ اپنے گھر بھیجیں گے۔ تو یہ کیا آپ ان کو نوکریاں دے رہے ہیں یا آپ ان لوگوں سے نوکریاں چھین رہے ہیں۔ نوکریاں دینے کا تو یہ مقصد تھا کہ ان بارہ سو ملازمین اور ان میں سے اکثر Contract doctors جو ہیں وہ کئی دفعہ پبلک سروس کمیشن میں Appear ہو چکے ہیں۔ Last time بھی 330 پوسٹیں پبلک سروس کمیشن نے Advertise کی تھیں اور اس کے لیے 900 درخواستیں ان کو ملی تھیں۔ 900 میں سے 400 Candidates نے پبلک سروس کمیشن کا Written امتحان Qualify کیا تھا اور ان کے پاس 330 پوسٹیں تھیں۔ 330 پوسٹیں انہوں نے بھر لیں۔ 70 Candidate doctors جو کہ Qualify کر گئے ہیں ان پہ بھی یہ پابندی ہے کہ آپ نے دوبارہ پبلک سروس کمیشن سے اپنے آپ کو کلئیر کروانا ہو گا۔ جناب والا! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کہ آپ ایک دفعہ پبلک سروس کمیشن سے اپنے آپ کو Qualify کرواتے ہیں پھر آپ نوکری کرتے ہیں پھر آپ کی Length of service بھی Count نہیں ہوتی، کوئی پانچ سال سے ملازم ہے، کوئی چھ سال

سے ملازم ہے کوئی دس سال سے ملازم ہے۔ان کی Length of service بھی Count نہیں ہوتی اور آپ ان پہ یہ پابندی بھی عائد کرتے ہیں کہ آپ نے لازماً پھر دوبارہ اسی پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہونا ہے۔جناب والا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس پیشے سے، ان لوگوں سے چاہے وہ لیکچررز ہیں، چاہے وہ ڈاکٹرز ہیں، چاہے وہ کسی محکمے سے تعلق رکھتے ہیں۔میرے خیال میں آپ ان لوگوں سے کے ساتھ اچھائی نہیں کر رہے۔اسی وجہ سے آپ آج دیکھتے ہیں کہ ہیلتھ میں کیا نقصانات سامنے آ رہے ہیں۔آپ ڈاکٹروں کو ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں کہ آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ، یہ ایک اچھا اقدام ہے کہ منسٹر صاحب وہاں پہ چھاپے مار رہے ہیں لیکن آپ ان لوگوں سے بھی تو پوچھیں جو کنٹریکٹ کے حوالے سے وہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں اور پانچ ہزار، چھ ہزار روپے تنخواہ جو کہ آج ایک کلرک بھی حاصل کر رہا ہے، وہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ کیا نوکری کریں گے۔آپ دیکھیں گے کہ ایسے لوگ کبھی بھی Efficient نہیں ہو سکتے۔جناب والا، اس سے پہلے بھی کئی دفعہ ان کنٹریکٹ ملازمین کو آپ کی پراونشل اسمبلی نے Regularize کیا ہوا ہے۔آپ کی کیبنٹ نے ان لوگوں کو Regularize کیا ہوا ہے۔ ابھی سندھ نے بھی ایسے کنٹریکٹ ملازمین کو Regularize کیا ہے۔ نہیں! میرے گھر میں کوئی بھی ڈاکٹر ایسا نہیں ہے جو کہ Contract employ ہے۔لیکن آپ کو حقیقت سے کم از کم چشم پوشی نہیں کرنی چاہیئے۔ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان کو کنٹریکٹ ملازمت دینے سے کیا آپ اس Service structure کو بنانا چاہتے ہیں یا آپ اس Service structure کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔میرے خیال میں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی ڈاکٹر کو پنشن کی مد میں آپ اس Service structure میں Changes لانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے بھی کوئی طریقہ کار موجود ہے۔آپ ان لوگوں کو Regularize کریں، آپ ان لوگوں کے لیے قانون بنائیں اور اس قانون میں لکھیں کہ یہ Pension able post نہیں ہو گی لیکن کم از کم باقی Regular پوسٹوں کی جو مراعات ہیں کم از کم وہ تو ان ڈاکٹرز صاحبان کو دیں۔اگر گورنمنٹ یہ سمجھتی ہے کہ پنشن کی مد میں بہت بڑا بوجھ حکومت کے خزانے پہ پڑے گا تو اس سلسلے میں ہم آپ سے یہ اتفاق کرتے ہیں کہ آپ ان کو پنشن قطعاً نہ دیں لیکن انکو باقی مراعات تو دیں۔ان کی سروسز کو تو Regularize کریں۔اب اس سلسلے میں جناب والا، جیسے میں نے کہا کہ یہ پالیسی کے لحاظ سے آپ دیکھیں گے کہ آپ لوگوں کو مزید بیروزگار کریں گے۔اسوقت

1200 ملازمین آپ کے Contract employees ہیں۔ 800 سے 1000 تک آپ کے Unemployed لوگ ہیں۔ آپ کے تقریباً 2200 ہوں گے۔ 937 پوسٹیں آپ Advertise کر کے 937 پوسٹیں آپ بھر لیں گے اور باقی 1200 لوگوں کو آپ بیروزگار کر لیں گے اور وہ ملازمین جو Already employed ہیں۔ یہ تو جناب والا، آپ کے ان ملازمین کی بات میں نے کی ہے، جو کہ گریڈ سترہ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کہ اگر گریڈ اٹھارہ کا کوئی Regular ڈاکٹر پروموٹ ہو کر گریڈ 19 تک جاتا ہے تو آپ ایک Contract employee کو جو کہ گریڈ سترہ میں بھرتی ہوتا ہے آپ اس کو ایک Regular post کے Against گریڈ اٹھارہ میں اس کو Employee نہیں کر سکتے۔ اگر آپ اس کو وہاں پہ لگاتے ہیں تو آپ یہ غلط کریں گے۔ تو لہذا گریڈ سترہ کا ایک بندہ یعنی Employee جو ہو گا وہ ساری عمر کیا گریڈ سترہ میں ہی رہے گا؟ آپ یہ Vacancy کس طریقے سے Fill کریں گے۔ اب جناب والا! یہ تو ایک رخ تھا اس تصویر کا۔ جیسا کہ انہوں نے کہا کہ کلاس فور کی مد میں، آپ اندازہ لگائیں اور میرے خیال میں ہمارے جتنے بھی معزز اراکین یہاں پر اس وقت بیٹھے ہیں ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے پرانے وقتوں میں بھی اسمبلیوں میں وقت گزارا ہے۔ آپ دیکھیں کہ آج Contract کے حوالے سے اس سے پہلے بھی اگر ہمارے حلقوں میں، اگر ہمارے علاقے میں کوئی پرائمری سکول، کوئی مڈل سکول، کوئی ہائی سکول بنتا تھا تو اس کیلئے کبھی بھی کسی محکمے نے زمین پیسوں پہ نہیں خریدی۔ یہ غریب لوگ ایک کلاس فور نوکری کی خاطر اپنے پیٹ کو کاٹ کر اور وہ زرعی زمین جو کم از کم اس سے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالا کرتے تھے ایک غریب اور خوار آدمی اپنی زمین ایک کلاس فور نوکری کی خاطر حکومت کو دے دیتا ہے۔ حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ جہاں آپ کو وہ تعلیمی پالیسی دے رہے ہیں، جہاں آپ کو وہ سکول دے رہے ہیں وہاں پہ کم از کم یہ زمین بھی خریدیں لیکن لوگوں نے یہ کہا کہ اگر یہ زمین ہمیں ایک کلاس فور نوکری کی خاطر مل رہی ہے تو یہ کوئی اتنی بڑی ڈیل نہیں ہے۔ سکول بنتے رہے لوگوں نے زمینیں ان کو دیں ایک کلاس فور نوکری کی خاطر اور ان کو اس کے بدلے میں کیا صلہ ملا؟ وہ Regular employment جو تھی، اب ایک کلاس فور کی کیا پنشن ہو گی جب کہ ہم یہاں پہ اونٹوں کی چوریاں کرتے ہیں۔ اس سے تو آپ کے ملک کو آپ کے خزانے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا لیکن اگر ایک کلاس فور بندے کے لئے آپ کو پنشن کی مد میں

کوئی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خزانہ لٹ گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ جی اگر ایسا خزانہ لٹتا ہے اور ان خواروں سے اور غریبوں سے تو دس دفعہ یہ خزانہ لٹے۔ اس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے لیکن کم از کم ان غریب لوگوں کی خاطر تو ان کو تو آپ Regular post پہ Employee کریں۔ کیا ان کو آپ پنشن دیں گے ؟ ایک کلاس فور بندے کو جو کہ بارہ سو، پندرہ سو روپے تنخواہ لے رہا ہے تو آپ اس کو کیا پنشن دیں گے ؟ اس کی پنشن سے آپ کے خزانے پہ کتنا بوجھ پڑے گا۔ میں جناب والا ! آخر میں یہ عرض کرتا چلوں کہ اس پالیسی سے کلاس فور کی مد میں، آپ دیکھیں گے ابھی تک آپ کی اے ڈی پی آنے والی ہے اور میں اے ڈی پی پہ اسوقت بات نہیں کرتا ہوں اس لئے کہ پھر معزز اراکین کہیں گے کہ یہ کہیں اور چلے گئے۔ لیکن اگر کہیں آپ کے سکول بننا شروع ہو گئے تو میں دیکھوں گا کہ کون آپ کو مفت زمین دے گا۔ ٹیوب ویل کے لئے آپ کو مفت زمین کوئی بھی Provide نہیں کرے گا۔ یہ تمام معزز اراکین یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں تو کیا کل آپ کی یہ اے ڈی پی ٹھپ ہو گی۔ آپ کے سکول نہیں بنیں گے۔ آپ کے ٹیوب ویلز یہاں پر Install نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ آپ ان کو کلاس فور کی نوکری کم از کم نہیں دے سکتے۔ جناب والا ! میں کہتا ہوں کہ یہ بار بار جو کنٹریکٹ پالیسی پہ ہم بحث کر رہے ہیں کم از کم گورنمنٹ کو یہ چاہیئے کہ وہ اس سے استفادہ حاصل کرے اور اپنے ریونیو کو کہیں اور جا کر بڑھائے۔ یہ نہیں ہے کہ اگر آپ کے ریونیو، ہمارے پاس خدا کے فضل سے پاکستان میں سب کچھ موجود ہے اور آپ کے ریونیو ہر لحاظ سے بن سکتے ہیں۔ آپ ایک ٹورازم کو لیں، آپ ایک فارسٹری کو لیں، آپ ایک Mines کو لیں، آپ ایک Minerals کو لیں، تو اس وقت جو آپ کی Provincial receipts ہیں جو آپ کی انکم ہے اس کو ان شاءاللہ العزیز دو گنا اور تین گنا کر سکتے ہیں۔ اور آپ یہ بھی محسوس کریں گے کہ آپ کے خزانے پہ بھی کم از کم کوئی بوجھ نہیں پڑ سکے گا۔

Mr. Speaker: Thank you.

جناب انور کمال خان : تو میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تھینک یو ویری مچ۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان ! آپ بولنا چاہتے ہیں تو بول لیں۔

جناب عبدالاکبر خان: شکریہ تھینک یو جناب سپیکر ! میں مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے بولنے کا موقع دیا اور آپ کو معلوم ہے کہ جب بھی اپوزیشن اجلاس Requisition کرتی ہے تو اس مسئلے کو ایجنڈے میں شامل کرتی ہے۔ اس کے علاوہ Adjournment motions اور Call attention

notices کے ذریعے بھی اس مسئلے کو اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے۔جناب سپیکر! ہم جب Contractual policy کی بات کرتے ہیں تو ہم میں سے میرے خیال میں اپوزیشن ممبرز کا کوئی رشتہ دار، کوئی بھائی، کوئی بھتیجا Employee نہیں ہوتا ہے کہ ہم ان کی Regularization کے لئے بات کرتے ہیں۔ ہم ان ہزاروں نوجوانوں کو جن کو ماں باپ نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے پڑھایا ہے، جوان کیا اور اس امید کے ساتھ انکو پڑھایا کہ یہ برے وقتوں میں ان کے کام آئیں گے اور اس خیال سے اپنے خون پسینے کی کمائی سے ان کو پڑھایا کہ یہ بڑے ہو کر ڈاکٹر بن کر، انجینئر بن کر، لیکچرر بن کر ان کے کام آئیں گے۔ لیکن جناب سپیکر! دنیا کے ہر قانون میں، دنیا میں جو قانون بنتا ہے اس میں کچھ ایسی Clauses رکھی جاتی ہیں اور یہ ضروری ہوتا ہے اس قانون میں لچک کے لئے تاکہ حالات کے مطابق، وقت کے مطابق کہ اگر ضرورت پڑ جائے تو ان Sections یا ایکٹ کی ان Sections کو استعمال میں لایا جائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایکٹ میں اگر ایک سیکشن ایڈ کی گئی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ سارا کام اسی سے چلائیں۔ اب سول سرونٹ ایکٹ جو بنایا گیا ہے اور مجھے فخر ہے کہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی نے 1973ء میں بنایا تھا۔ جناب سپیکر! اس میں صاف لکھا ہے کہ Contract employees جو ہیں وہ سول سرونٹ ایکٹ کے دائرے میں نہیں آتے۔ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

Civil Servants means, a person who is a member of a Civil Service of the Province or who hold a Civil post in connection with the affairs of the Province, but does not include a person who is on deputation to the Province from the federation or any other Province or authority, a person who is employed on contract or work charge

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ جو بھی Appointments کر رہے ہیں وہ سول سرونٹ ایکٹ کے تحت نہیں آتیں اور جب وہ سول سرونٹ ایکٹ کے تحت نہیں آتیں تو ان پر یہ سول سرونٹ ایکٹ لاگو نہیں ہوتا اور جب ان پر سول سرونٹ ایکٹ لاگو نہیں تو ان پر Efficiency and disciplinary rules لاگو نہیں ہوتے۔ جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ اس ایکٹ کی Section-25 میں کنٹریکٹ ایمپلائز کا اختیار دیا گیا ہے لیکن جناب سپیکر، آپ خود سوچیں کہ اگر اس ایکٹ کے بنانے والوں نے ایڈہاک Appointment یا کنٹریکٹ Appointment کے لئے رولز میں یہ جگہ نہیں بنائی ہوتی اور حکومت کو

کسی وقت ایک ایمرجنسی میں Appointment کی ضرورت پیش آتی تو پھر حکومت کیا کرتی؟ یہ تو حکومت کو یا کسی ادارے کو Straight طریقے سے چلانے کے لئے اس ایکٹ میں ایک راستہ بنایا گیا ہے کہ آپ Appointment اگر کرنا چاہیں اگر آپ کو ضرورت ہے اگر آپ کی ایمرجنسی ہے تو آپ پبلک سروس کمیشن کا چھ مہینے یا ایک سال انتظار نہیں کر سکتے تو اس ایکٹ کے تحت آپ ایڈہاک Appointment یا کنٹریکٹ Appointment کر سکتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے جناب سپیکر، کہ آپ اس کو Permanent حصہ بنادیں پھر تو یہ سول سرونٹ ایکٹ جو ہے یہ تو Redundant ہو جائے گا کہ جب یہ ایکٹ خود کہتا ہے کہ آپ کنٹریکٹ پر ایمپلائز لے لیں تو وہ میرے زمرے میں نہیں آتا جب اس کے زمرے میں نہیں آتا تو پھر جب آپ ان کو Appoint کریں گے تو پھر کیا ہو گا وہ تو اس ایکٹ کے تحت ہو گا ہی نہیں۔ اس لئے جناب سپیکر، ایکٹ کے بنانے، اگر ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ ایکٹ مجھے اختیار دیتا ہے کہ کنٹریکٹ پر ایمپلائز کرو، Appointment کرو، تو ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ ایکٹ مجھے اختیار دیتا ہے کہ ایڈہاک پر کرو لیکن اسی وقت تو آپ کو ایکٹ یہ اختیار بھی دیتا ہے کہ یہ لوگ اس ایکٹ کے اندر نہیں آتے۔ آپ ان کو Regularize کر سکتے ہیں اور جناب سپیکر، اس اسمبلی کی دیواریں اس بات کی گواہ ہیں اور اس اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے کہ مختلف اوقات میں اس اسمبلی نے کئی دفعہ ان لوگوں کو Regularize کیا ہے۔ میں نے 19/3/1987 کو جناب سپیکر، جب ایک مارشل لاء دور گزرا تھا اور میرے خیال میں آپ بھی اس اسمبلی میں ممبر تھے، آپ نے بھی اس کی Regularization میں ہاتھ کھڑا کیا تھا۔ جناب سپیکر، اس کے بعد 23/1/1988 کو پھر ہوا، پھر 13.11.1989 کو ہوا، اس وقفے میں جو Appointments ہوئی تھیں ان کو Regularize کیا گیا۔ پھر جناب سپیکر، 25.2.90 کو پھر اس عرصے میں جو کنٹریکٹ Appointments یا ایڈہاک Appointments ہوئی تھیں ان کو Regularize کیا گیا۔ جناب سپیکر، مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ ایم ایم اے کی حکومت جب برسر اقتدار آئی، الیکشن 12 اکتوبر کو ہوئے اور الیکشن کے دوسرے دن سب کو پتہ لگا کہ اس صوبے میں کس کی حکومت بننے والی ہے کیونکہ اب ایم ایم اے کی اتنی اکثریت آئی کہ سب کو پتہ تھا کہ ایم ایم اے کی حکومت بنے گی تو پھر 2 نومبر 2002 کو Contractual policy کیونکہ گورنمنٹ 25,26 نومبر کے بعد بنی تو اس عرصے

میں 2نومبر کو کیا ہوا کیا یہ Contractual policy کا اعلان اس حکومت کے خلاف ایک سازش نہیں تھی جناب سپیکر؟ جب وہ اتنے عرصے تک انتظار کر سکتے تھے تو کیا 20دن اور انتظار نہیں کر سکتے تھے کہ یہاں پر حکومت Form ہو جائے اور پھر وہ حکومت اپنے لئے ایک طریقہ بنائے۔ میں جناب سپیکر، محترم وزراءسے اور گورنمنٹ بینچز سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس چیز کو سمجھیں کیوں جناب سپیکر؟ اس لئے کہ اس صوبے کا ایڈمنسٹریٹو سٹرکچر جو آئندہ پانچ سال، آپ خود اس کا اندازہ کریں کہ آپ آج Appointments کرتے ہیں کنٹریکٹ Basis پر ، دوسال، تین سال کے لئے آپ Appointments کرتے ہیں آپ خود سوچیں کہ جب اوپر کی Class promote ہو کر یا ریٹائرڈ ہو کر چلی جائے گی تو آپ نے جو لئے ہیں کنٹریکٹ پر، وہ تو آپ نے کسی پوسٹ کے Against لئے ہیں، ان کی نہ تو پروموشن ہو سکتی ہے نہ اوپر وہ چڑھ سکتے ہیں تو درمیان میں جو خلا پیدا ہو گا اس کو پھر آپ کیسے پر کریں گے اگر آپ نے ایک ایس ڈی او کو کنٹریکٹ پر لیا، ایکسئین ریگولر میں ہے وہ ایکسئین اگر ایس ای بن گیا یا وہ ایکسئین ریٹائرڈ ہو گیا تو پھر ایکسئین کون ہو گا؟ پھر اس طرح اگر ڈاکٹر ہے اگر ایک ڈاکٹر ہسپتال کا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہے اور ایک جونئیر ڈاکٹر ہے، وہ سنئیر سپرنٹنڈنٹ ریٹائرڈ ہو گیا جو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہے تو پھر اس پوسٹ کو کون Fill up کرے گا؟ اس طرح ایک لیکچرار ہے جب پرنسپل ریٹائرڈ ہو گیا تو کیسے پرنسپل بنے گا جناب سپیکر، یہ سوچنے کی باتیں ہیں اور دوسرا آپ یہ سوچیں کہ یہ لوگ جن کو دو سال یا ایک سال کنٹریکٹ پر لیا جاتا ہے ان کی Loyalties کدھر ہوں گے؟ دیکھیں جی Loyalties ہمیشہ Power سے Derive ہوتی ہیں۔ Power کدھر ہے؟ اگر آپ مجھے سروس دیتے ہیں، Permanent سروس دیتے ہیں تو آپ نے جس کام کے لئے مجھے سروس دی ہے میں وہ کام کروں گا لیکن جب آپ مجھے کہتے ہیں کہ میں آپ کو ایک سال کے لئے یہ سروس دیتا ہوں، ایک سال کے بعد میں سوچوں گا کہ آپ کا کنٹریکٹ Renew کروں یا نہ کروں تو پھر میری Loyalties تو اس شخص کے ساتھ ہوں گی نا کہ جو میرا Contract renew کرے گا۔ میں تو اس کو خوش کرتا رہوں گا سال کے بارہ مہینے۔ کیونکہ بارہ مہینے کے بعد وہ پھر مجھے Renew کرا دے گا یا دو سال یا تین سال کے بعد میری کنٹریکٹ پھر Renew کرا لے گا۔ میری Loyalty عوام کے ساتھ نہیں ہو گی میری سوچ عوام کے فائدے کے لئے یا آپ نے جس کام

کے لئے مجھے رکھا گیا ہے اس کے ساتھ نہیں ہو گی میری سوچ میری Loyalty اس جگہ ہو گی جس جگہ سے مجھے دوبارہ یہ کنٹریکٹ ملتا ہے۔اس لئے تو جاب سیکورٹی دیتے ہیں کہ اگر آپ غلطی نہ کریں آپ کوئی غلط کام نہ کریں تو آپ Secure ہیں آپ کی Job secure ہے Disciplinary Till the retirement۔جناب سپیکر، آپ ایک بات اور نوٹ کر لیں کہ قانون میں، دنیا کے ہر قانون میں ہر جرم کی سزا الگ الگ ہے۔اگر آپ چھوٹا جرم کرتے ہیں تو اپ کو کم سزا ملتی ہے اگر آپ بڑا جرم کرتے ہیں تو آپ کو زیادہ سزا ملتی ہے۔جناب سپیکر، اسی لئے جو سول سرونٹ ایکٹ کے رولز بنے ہیں ان میں مختلف طریقہ کار ہیں۔کسی کو شوکاز نوٹس ایشو کیا جاتا ہے، کسی سے Explanation call کی جاتی ہے، کسی کا ایک گریڈ کم کیا جاتا ہے، کسی کو کچھ سزا ملتی ہے اپنے اپنے جرم کے حساب سے۔ لیکن Contract employment میں آپ ایک منٹ کے لئے سوچیں، کہ کالج کا پرنسپل ہے اس کے اپنے جو لیکچررز ہیں کنٹریکٹ پر، ان کے ساتھ کچھ ان بن آجاتی ہے تو سول سرونٹ ایکٹ کے تحت تو یہ طریقہ کار ہے کہ اس کو ٹرانسفر کر کے آپ کسی دوسرے کالج میں بھیج سکتے ہیں، وہ معاملہ Solve ہو جاتا ہے یا اس کو کچھ وارننگ دے دیتے ہیں کچھ اور طریقہ کر سکتے ہیں تاکہ وہ ٹھیک ہو جائے، نہیں ٹھیک ہوتا تو آپ ٹرانسفر کر کے بہت دور بھیج دیتے ہیں تاکہ اس کو سزا ملے لیکن یہاں پر، یہاں پر تو چونکہ آپ ٹرانسفر نہیں کر سکتے، یہاں تو آپ ان کے خلاف کوئی اور ایکشن نہیں لے سکتے۔اگر وہ معمولی جرم بھی کرتا ہے تو اس کی سزا سروس سے ختم ہونا ہے، Dismissal from service۔اب جناب سپیکر، دنیا کے کس قانون میں چھوٹے جرم کی سزا، بڑے جرم کی سزا Dismissal from service یا تو سب سے آخری سزا ہے۔جب آپ آخری سزا ایک چھوٹے جرم پر دیتے ہیں تو اس دنیا کے کونسے قانون میں یہ لکھا ہے؟ جناب سپیکر! آپ خود سوچیں۔اسمبلی کا جب اجلاس شروع ہوتا ہے آپ یقین کریں کہ اس ایم پی ایز ہاسٹل میں وہ نوجوان جو کنٹریکٹ پر Employees ہیں وہ یہاں پر پھرتے رہتے ہیں، ان ممبروں کے پاس کہ جی ہمارے لئے کچھ کریں۔جناب! کیا ہو گا؟ وہ کام کریں گے کہ ادھر پھرتے رہیں گے اور میں ایک بات اور نہیں سمجھتا یہاں پر فنانس منسٹر نے فلور آف دی ہاؤس پر یہ کہا تھا کہ ہم ان کو باقی ساری مراعات دیتے ہیں لیکن ان کی پنشن کا مسئلہ ہے۔اب جب آپ ساری مراعات دیتے ہیں جب آپ اس پر Agree ہیں کہ پنشن کے علاوہ جوان

کی اور مراعات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ دے بھی رہے ہیں کسی حد تک، تو جب آپ دیتے ہیں تو پھر آپ ان کو Regularize کرنے میں Without pension آپ کو کیا Difficulty ہے؟ جب آپ کا یہ Contention ہے کہ 20 سال کے بعد جب یہ ریٹائر ڈ ہوں گے تو اس وقت پتہ نہین کس بادشاہ کی حکومت ہو گی۔ آپ آج سے 20 سال کے بعد کے لئے سوچتے ہیں کہ پنشن کی وجہ سے، 20 سال کے بعد اس صوبے پر اثر پڑے گا۔ آپ آج کا سوچیں اور چلیں ہم ایک منٹ کے لئے مانتے ہیں کہ اگر آپ پنشن نہیں دے سکتے تو یہ اتنا مشکل کام نہیں ہے Without Pension آپ ان کو Regularize کر لیں، یہ کیا ہے جناب سپیکر! کہ ایک شخص کو آٹھ سال سے آپ نے ڈاکٹر لیا ہوا ہے، آٹھ سال سے وہ ڈاکٹر کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے، اتنا Experience اس نے Gain کر لیا ہے۔ آج آپ اسے کہہ رہے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہو جائیں۔ اب وہ جب پبلک سروس کمیشن کے سامنے، آپ ایک منٹ کے لئے یہ سوچیں کہ ڈاکٹر کے لئے Required تو MBBS کی ڈگری ہے اور سرٹیفکیٹ ہے اور جو Experience ہے وہ ہے، وہ تو Already اس کے پاس ہے لیکن اگر اس کے مارکس آج کے پاس کئے ہوئے ایک میڈیکل ڈاکٹر سے کم ہیں تو 8 سال کا Experience اس کا کہاں گیا۔ آپ اس کو تو پبلک سروس کمیشن کے آگے کرتے ہیں کہ جی آپ کو یا تو وہ ختم کریں گے اور یا آپ، اور پھر بھی جناب سپیکر! یہاں پر پبلک سروس کمیشن کے ایکٹ میں لکھا ہے کہ اس میں کنٹریکٹ پر Appointments نہیں ہوں گی۔ آپ پبلک سروس کمیشن کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ آپ کے لئے کنٹریکٹ پر Appointments کرے اور جب وہ شخص جو 8 سال سے آپ نے اس کو ڈاکٹر لیا ہوا ہے آپ کی سیکرٹری لیول کے کسی کمیٹی نے اس کی Appointment کی ہو گی پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ وہ پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہو جائے اس طرح لیکچرار جناب سپیکر! جو پبلک سروس کمیشن نے Through کئے ہیں، پبلک سروس کمیشن نے ان کو Clear کیا ہے اس کے باوجود بھی ان کو کنفرم نہیں کیا جاتا۔ اس طرح میں باقی کے نام نہیں لیتا لیکن جناب سپیکر! جس طرح انور کمال خان نے کہا اس کے علاوہ بھی طبقے ہیں۔ آپ Class-IV کو بھی Fixed پر لے رہے ہیں، آپ اور Appointments بھی کر رہے ہیں خدا کے لئے جب آپ کی حکومت اور آپ کا منشور عدل ہے، جب آپ کا منشور انصاف ہے، جب آپ کا منشور

Equality ہے، جب آپ کا منشور قانون کے سامنے سب لوگوں کی برابری کا ہے، جب آپ کا منشور کہتا ہے کہ سب انسان برابر ہیں خواہ وہ مالدار ہیں خواہ وہ غریب ہیں تو پھر جناب سپیکر! یہ Discrimination کیوں؟ کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں میں تو کنٹریکٹ پر ہوں۔ میرے ساتھ دوسرا ڈاکٹر ہے وہ Permanent اور Regular ہے۔ میں لیکچرار ہوں، میں کنٹریکٹ پر ہوں میرے ساتھ لیکچررز ہیں تو وہ Permanent ہیں آپ کیوں کرا رہے ہیں Discrimination، یہ تو Constitution کو چھوڑیں آپ کے منشور کے خلاف بھی ہے۔ میں اپیل کرتا ہوں جناب سپیکر! درخواست کرتا ہوں، مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں جناب سپیکر! کہ خدا کے واسطے، جب آپ کا Constitution یہ ہے کہ ہم ان کو مراعات دیتے ہیں تو پھر Regularize کیوں نہیں کرتے؟ کیوں اس صوبے کے مستقبل کو تباہ کر رہے ہیں؟ تھینک یو جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر:</u> نسرین خٹک صاحبہ۔

<u>محترمہ نسرین خٹک:</u> آنریبل سپیکر سر! اس موضوع کو شروع کرتے وقت اور اس موضوع کے بارے میں کچھ کہنے کے لئے صرف ایک ہی Terminology واضح ترین مجھے لگتی ہے اور وہ معاشی قتل ہے۔ یہ ایسا معاشی قتل ہے جس سے ہم انحراف نہیں کر سکتے اور پردہ پوشی نہیں کر سکتے، اس میں مختصر میں صرف آپ کی توجہ ایک چیز پر دلانا چاہوں گی کہ یہاں پر ہم دو فریق Policies کی بات کر رہے ہیں۔ اگر ہم کنٹریکٹ پالیسی کی بات کر رہے ہیں اور Fixed Policy کی بات کر رہے ہیں تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں ان دو پالیسیوں کا واضح ترین فرق پتہ ہو۔ اس میں دیکھا جائے تو پنشن کی جب عدم موجودگی ہوتی ہے تو ہم اسی صوبے کے لوگ ہیں اسی ملک کے لوگ ہیں، ہم عرف عام میں کچی نوکری اور پکی نوکری کے الفاظ ہمیشہ سنتے رہتے ہیں۔ کچی نوکری کا ایک نوجوان جو ہوتا ہے اس کی دل میں تو ایک Tension سی ہوتی ہے لیکن معاشرے میں بھی اس کو ایک قسم کا طعنہ دیا جاتا ہے کہ یہ لڑکا تو کچی نوکری پر لگایا گیا ہے جبکہ پکی نوکری پر لگے گا تو اس کا رشتہ بھی ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک عرف عام کی چیزیں ہیں اور ہمیں وہ کہتے ہیں کہ عوام کی نبض پر انگلیاں رکھ کر بات کرنی چاہیئے نہ کہ کہیں سے پڑھ کر یا لکھ کر۔ اب دیکھیں جناب سپیکر صاحب یہاں پر سب سے زیادہ زیادتی اس بات کی ہے کہ ایک لطیفہ سا ہم سنتے آئے ہیں " کہ ایک نوکر تھا

وہ اپنے مالک کی جانب بڑھا اور کہا کہ جی مہربانی کر کے میری تنخواہ بڑھادیں تو مالک نے کہا کہ اگر میں نہ بڑھاؤں تو تمہارا کیا رد عمل ہو گا؟ تو نوکر نے کہا جی پھر میں اسی تنخواہ پر گزارہ کر لوں گا"۔ اب کیا ہم اپنے غریب عوام کو اور کلاس فور کے ملازمین کو اس حد تک لانا چاہتے ہیں کہ وہ مجبور ہوں ایک استحصال کے، میرے خیال میں تو ایسے کبھی بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ اب آپ دیکھیں کہ Working hours جو ہوتے ہیں وہ تعین کرتے ہیں سروس سٹرکچر کا، الحمد اللہ اسی ایوان میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے As public servants کام کیا، جن کو Govt. Employees کہتے ہیں، ہم لوگوں نے یہ دیکھا ہے کہ اگر ایک کنٹریکٹ پالیسی والی ملازم کے اور ایک پنشن دار پالیسی والے ملازم کے ایک working hours ہوں تو کنٹریکٹ پالیسی والے ملازم کے دل میں کتنی زیادہ ایک قسم کی معاشی نفرت سی پیدا ہو گی۔ اس بات کا ہم لوگ اس طریقے سے بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جیسے ابھی انور کمال خان نے کہا کہ کلاس فور کی ملازمت کے لئے ایک غریب انسان سکول کے لئے زمین دیتا ہے Basic human rights ہے۔ تعلیم اور پانی، میں تو اس میں یہ بھی Add کرونگی کہ رورل واٹر سپلائی میں جہاں تک میرا تجربہ ہے ٹیوب ویل کیلئے ایک چھوٹی سی زمین دینے کے لئے چوکیدار کی نوکری کے لئے ایک غریب آدمی آگے بڑھتا ہے اور وہ اپنی زمین دے دیتا ہے تو یہ پانی اور تعلیم جو Basic Human Rights ہیں اس میں بھی ہم بہت زیادہ معاشی انتشار پیدا کر رہے ہیں کہ جب ہم اس غریب آدمی کو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہاں تم زمین تو دو، ضرور دو، اپنا معاشی قتل کرو، ضرور کرو، زراعت کے لئے وہ زمین نہ استعمال کرو، لیکن جب ہمارا دل چاہا تو تمہیں Termination order مل جائے گا کیا وہ انسان اس بات پر خوش ہو گا؟ میرے خیال میں اس کا جواب تو بہت واضح ہے کہ اس کے دل میں یہ ٹینشن، نہ صرف اس کے دل میں بلکہ اس کے گھر والوں کے دل میں بھی رہے گی۔ آخر میں جناب سپیکر صاحب! جیسے کہ میں نے کہا کہ ہم میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ گورنمنٹ کے Structure میں رہ چکے ہیں اور اگر نہ بھی رہے ہوں تو الحمد اللہ یہ ایوان Experience لوگوں سے بھرپور ایوان ہے۔ ACRs(Annual Confidential Report) ایک ایسی چیز ہوتی ہے جس کو خوب سے خوب تر کرنے کے لئے ہمیشہ ملازمین کی ایک جستجو لگی ہوتی ہے کہ ہم کام اچھا کریں اور ہم بہتر سے بہتر سروسز دیں تاکہ اس ACR کے بل بوتے پر ہم آگے بڑھیں اس میں بھی دو قسم کی باتیں

ہیں لیکن تاحال ایک کنٹریکٹ کا ملازم، خدانخواستہ صرف اپنے Immediate bossکی، اگر خوشامد میں ہی لگا رہے کہ آج نہیں تو کل میری Service terminate ہوگی تو وہ تو صرف فرد واحد کا نوکر بنا رہے گا۔ وہ اس Institution کو Strengthen کرنے کے لئے کسی قسم کا کام بھی کرے گا۔ تو ہم اس صوبے کے عوام کو کس قسم کا Messageاور پیغام دے رہے ہیں کہ فرد واحد کے لئے آپ نوکری کریں گے یا ایک Institution کے لئے کریں گے، یا اس صوبے کی ڈیویلپمنٹ کے لئے کریں گے۔ تو آنریبل سپیکر سر! اسی سے میں اپنی بات ختم کرتی ہوں کہ اس معاشی قتل، میں دوبارہ یہ الفاظ استعمال کر رہی ہوں کہ اس معاشی قتل سے کم از کم کلاس فور ملازمین اور ڈاکٹرز اور لیکچررز کو بچانے کا ایک راستہ دیا جائے تاکہ وہ ایک ذہنی Tension سے ہٹ کر اپنے ملک کو بالعموم اور اس صوبے کو بالخصوص ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ جناب مشتاق احمد غنی صاحب!

جناب مشتاق احمد غنی: شکریہ سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ موضوع جو زیر بحث ہے، اس ہاؤس میں دوسری یا تیسری بار آرہا ہے اور اس پر پہلے بھی سیر حاصل بحث ہوئی ہے اور آج پھر بڑی اہم گفتگو ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کافی عرصے سے ایک Good Governance کی اصلاح ہم سن رہے ہیں اور میرے خیال میں یہ اصلاح اس وقت شروع ہوئی جب محکموں کے اندر Contractual policyکا نفاذ کیا گیا۔ شروع میں میں شاید اس پالیسی کو اس لئے چند حکومتوں نے نافذ کیا تھا کہ اپنے چند منظور نظر ریٹائرڈ لوگوں کو بڑے محکموں کے اندر زیادہ تنخواہوں پر Appointments دینے کے لئے Accommodate کریں لیکن بعدازاں یہی پالیسی صوبے کے اندر، باقی محکموں کے اندر غریب ملازمین کے اوپر بھی نافذ کی جانے لگی۔ جہاں تک Highly paid contract ملازمین کا تعلق ہے وہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ Political basis پر یا کسی اور Basis پر ان کو خطیر رقوم تنخواہ کی مد میں دے کر Accommodate کیا جاتا ہے لیکن جب اسی کو باقی محکموں کے اندر نافذ کیا گیا تو اس سے یہ صورتحال پیدا ہوئی کہ جس سے Good Governance کا Concept bad governance میں Convert ہو گیا۔ ایک ملازم جب Mentally satisfied نہیں ہوگا جب اسے اپنا Future safe

and secured محسوس نہیں ہوگا تو جیسے یہاں میرے ساتھیوں نے کہا کہ یہ بات بالکل درست ہے کہ وہ بندہ صحیح طریقے سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اسے معلوم ہے I am for two or three years اور اس کے بعد مجھے یہ نکال دیں گے، پھر وہ پہلے ہی کسی اور نوکری کے خواب دیکھتا رہتا ہے اور کوشش میں رہتا ہے اور خاص طور پر جناب تین محکمے اس سے بے حد متاثر ہوئے ہیں ہماری جوڈیشری اس سے بڑی متاثر ہوئی کہ ججز بھی کنٹریکٹ پر رکھنا شروع ہوگئے ہم اور آپ کیا انصاف کی توقع رکھیں گے کسی بھی ایسے شخص سے کہ ترازو انصاف کا اس کے ہاتھ میں ہو اور اس کا خود اپنا Future safe and Secure نہ ہو۔ اس طرح جناب محکمہ تعلیم کے اندر یہ لوگ استاد، لیکچرارز، ٹیچرز، یہ قوم کی تعمیر کرتے ہیں وہ بچوں کو آنے والے مستقبل کے چیلنجز کے لئے تیار کرتے ہیں اور جناب سپیکر یہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک استاد کس طرح Concentration سے کام کر سکتا ہے جب اس کے اپنے بچے Safe and secured نہیں ہیں۔ اس کے اپنے بچوں کا Future اسے پتہ ہے کہ میں نے سال بعد چھ مہینے بعد بالآخر لوٹ کر گھر چلے جانا ہے اور میرے اپنے بچے جب بھوک میں مبتلا ہونگے تو وہ دوسروں کے بچوں کو کس طریقے سے Whole heartedly dedication کے ساتھ آگے کر سکتا ہے۔ اسی طرح محکمہ صحت Health is a very important department sir, اور ڈاکٹر کے ہاتھ میں ایک مریض کی زندگی اور موت ہوتی ہے۔ اگر آپریشن ٹیبل پر اس کے ذہن میں یہ بات ہو کہ میں یہ آپریشن ختم کرنے کے بعد گھر جا رہا ہوں تو کیسے آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ اس کی توجہ اس وقت اس آپریشن تھیٹر میں۔۔۔

(مداخلت)

<u>جناب اختر علی (وزیر آبپاشی):</u> پوائنٹ آف آرڈر جی۔ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس کے اختیار میں ہے البتہ یہ اسباب ہیں۔

<u>جناب مشتاق احمد غنی:</u> جناب میں علاج کے زمرے میں بات کر رہا ہوں۔ آپ ہر بات کو شرعی نقطہ نگاہ میں لے جاتے ہیں، میں مخالفت نہیں کر رہا ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> آپ بات جاری رکھیں۔

جناب مشتاق احمد غنی: میں یہ کہہ رہاہوں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرض سونپا ہے اور آپ سب اس کو مسیحا کہتے ہیں۔ ہم نہیں، آپ کی حکومت بھی مسیحا کہتی ہے۔ (مداخلت)

Mr. Speaker: No interruption please.

جناب مشتاق احمد غنی: جیسے عبدالاکبر خان صاحب نے کہااور یہ سارے میرے بھائی بیٹھے ہیں جو ہم ایم پی ایز ہاسٹل میں رہتے ہیں۔ ہم سب کے کمروں کے یہ ملازمین، جیسے ہی ہم پشاور پہنچتے ہیں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو آپ ایسا کریں مشتاق غنی صاحب کہ کبھی کبھار عبدالاکبر خان اور انور کمال خان کے گھر کا راستہ بھی دیکھ لیا کریں نا۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! انہوں نے حیات آباد میں گھر لئے ہیں یہاں ہم نزدیک ہیں پاس آ بھی جاتے ہیں۔

جناب انور کمال خان: انہوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! اس کے باوجود کہ ہمارے گھر دور ہیں لیکن وہ بیچارے ہیں۔ بالکل آپ یقین کریں کہ نہ دوپہر دیکھتے ہیں نہ شام دیکھتے ہیں، وہ ادھر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: آنا چاہیئے بھی۔

جناب مشتاق احمد غنی: ان کے گھر تک جانے کے لئے دوسو روپیہ کرایہ بھی لگاتے ہیں اور ہم ان کو مفت میں دستیاب ہوتے ہیں تو میری گزارش ہے جناب کہ ایک تو Contractual policy ہے اور دوسرا Fixed policy ہے۔

جناب سپیکر: اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اس ایوان کے انتہائی ہردلعزیز ممبر ہیں، جبل صاحب۔

(تالیاں)

جناب مشتاق احمد غنی: جناب والا! جو کنٹریکٹ ملازمین ہیں ان کا رونا نہیں ختم ہوتا، ان کے Future کی Safety and Security کی بات ختم نہیں ہوتی تو دوسرا جو Fixed ملازمین ہیں ان کی حالت ان سے بھی بری ہے کہ ایک بندہ جس کو دوڈھائی ہزار روپے میں آپ Fix کر دیتے ہیں اس کا اس کے علاوہ کوئی الاؤنس نہیں ہے، کوئی چیز نہیں ہے اور وہ بھی ہر وقت اسی پریشانی میں مبتلا ہے۔ میری یہ گزارش ہے، وہ

اپوزیشن کی بات نہیں ہے سر۔ جیسے عبدالاکبر خان نے کہا اور انہوں نے بالکل صحیح کہا کہ یہ ایم ایم اے کی حکومت کے خلاف سازش ہوئی ہے نومبر 25,26 کو آپ حلف اٹھاتے ہیں، حکومت کی Formation ہوتی ہے اور اس سے پندرہ بیس دن پہلے یہ نافذ کر دیا جاتا ہے تو یہ ہم سب کا اس ایوان میں جب سب بیٹھے ہوئے ہیں تو ہم اور ایشو پر سیاست کریں گے لیکن عوام کے ایشو پر سیاست نہیں کریں گے۔ جہاں عوام کی اور صوبے کی بہتری اور بھلائی ہے وہاں ہمیں متفقہ جنگ لڑنی چاہیئے اور ان ملازمین کی جنگ ہم سب پہلے سے بھی لڑ رہے ہیں، آئندہ بھی لڑتے رہیں گے اور میرے یہ حکومتی بینچوں سے، گورنمنٹ سے جیسے انہوں نے عاجزانہ کہا، میں مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ ان ملازمین کی آپ کنٹریکٹ پالیسی سے اور Fixed policy سے جان چھڑائیں تاکہ وہ پوری توجہ اور انہماک سے کام کریں۔ Good governance کا صحیح اصول آپ کے سامنے اداروں کے اندر اصلاحات ہوں اور لوگ محنت سے کام کریں اور لوگوں کے مسائل حل ہوں۔ تھینک یو

جناب سپیکر: جناب کاشف اعظم صاحب۔

جناب کاشف اعظم: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ بہت بہت شکریہ۔ مجھ سے پہلے میرے دوسرے معزز ارکان نے بھی اس مسئلے کے اوپر بات کی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ Repetition نہ ہو لیکن یہ ایک Consensus سا Develop ہوا ہے اور ہو رہا ہے کہ کنٹریکٹ پالیسی جو ہے یا Fixed pay policy جو ہے وہ ایک ظالمانہ پالیسی ہے۔ (تالیاں) اور اس سے سب سے زیادہ متاثر وہ غریب طبقہ ہو رہا ہے اور جس میں ڈاکٹرز اور لیکچرارز بھی شامل ہیں۔ لیکن میرے خیال میں کنٹریکٹ پالیسی میں 80% تک لوئر سٹاف آتا ہے اور جس طرح مشتاق غنی صاحب نے کہا تو یہ لوگ جب اسمبلی کا سیشن شروع ہوتا ہے تو مارے مارے پھرتے ہیں اور مختلف قسم کی چیزیں ہم ممبران کو دیتے ہیں اور اپنی فریاد سناتے ہیں۔ صبح بھی درجہ چہارم کے سرکاری ملازمین ادھر کھڑے تھے اور انہوں نے ہمیں اپنی فریاد دی۔ حقیقی بات یہ ہے کہ میں ذاتی طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ مراعات حالانکہ سب صوبوں سے عبدالاکبر خان صاحب کے بقول کم ہیں لیکن حقیقی بات یہ ہے کہ دل میں تھوڑا سا Feel ہوتا ہے کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں اور ہمارے پاس ایک اختیار ہے، ہم ایسی قانون سازی یہاں کر سکتے ہیں کہ جس

سے ان غریب لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے تو آخر کار وہ ہم کیوں نہیں کرتے۔ جس طرح انہوں نے بات کی کہ ہم ان چیزوں پر سیاست نہیں کرینگے لیکن میرے خیال میں جو سب سے بڑی کمی نظر آئی ہے کہ مثبت تجاویز کسی ہمارے معزز رکن نے نہیں دیں۔ کیونکہ اس میں سب سے بڑا مسئلہ فنانس کا آتا ہے کہ ہمارا صوبہ ایک غریب صوبہ ہے لیکن ایک ایسا Way out انہوں نے نہیں بتایا کہ جس سے اس مسئلے کا حل سامنے آئے اور اس کنٹریکٹ پالیسی، فکس پے پالیسی کی وجہ سے مختلف اداروں نے مطلق العنانی شروع کر دی ہے جس طرح کہ اسکی Recent مثال لوکل گورنمنٹ کے ادارے میں ابھی بھرتی ہونے والے مالی ہیں تو یہ تو دو ہزار روپے کی بات کرتے ہیں، ساڑھے سترہ سو روپے پر بھی لوگ بھرتی ہوئے ہیں۔ غریب لوگوں کی مجبوری ہے کیونکہ وہ بے روزگار ہیں وہ سترہ سو روپے پر بھی بھرتی ہوئے ہیں۔ آپ خود سوچیں کہ سترہ سو روپے پر انکا کیسے گزارہ ہوگا۔ یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے ایک فیصلہ کیا کہ یونیورسٹی 2400 روپے سے کم Pay نہیں ملے گی لیکن اسلامیہ کالج میں اب تک غریب لوگوں کو دو ہزار روپے مل رہے ہیں سال ہو گیا ہے اس فیصلے کا لیکن اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا تو اس کنٹریکٹ پالیسی اور Fixed Pay کی وجہ سے ایسا ہتھیار ان لوگوں کے ہاتھ میں آ گیا ہے کہ ان اداروں کی اپنی مرضی ہے کہ اس کو کس طرح استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر صاحب! یہ سب تقاریر سنتے ہوئے میرے ذہن میں ایک بات آ رہی تھی کہ اس طرف کسی نے نشاندہی نہیں کی یہ وباء یہ وائرس، یہ مصیبت، یہ کنٹریکٹ پالیسی اس ملک میں، اس صوبے میں لایا کون، اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کونسی گورنمنٹ تھی جس نے یہ وبا شروع کی۔ ایم ایم اے کی گورنمنٹ کو تو یہ چیز ورثے میں ملی ہے۔ بہت سارے مسائل کی طرح یہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہ ہمیں ورثے میں ملا ہے۔ میرے خیال میں ان لوگوں کی نشاندہی ہونی چاہیئے اور اس اسمبلی کو ان لوگوں کا محاسبہ کرنا چاہیئے جنہوں نے اس ملک میں اس صوبے میں یہ کنٹریکٹ پالیسی شروع کی ہے۔ والسلام۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ڈاکٹر محمد سلیم صاحب!

ڈاکٹر محمد سلیم: محترم سپیکر صاحب! ستاسو ډیره زیاته شکریه چې تاسو ماله په کنټریکټ پالیسی باندے د خبرو کولو اجازت راکړو۔ دا یوه ډیره زیاته اهمه مسئله ده دا صرف د دے حکومت مسئله نه ده د دے نه تیر شوې حکومتونو کښې هم دا کنټریکټ پالیسی وه هغه وخت به هم مونږه په اسمبلئ کښې پاڅیدو او دا

خبرے به مو کولے۔ دا نورکمال خان خبره چې دوه کناله زمکه چې کم از کم د آته لسو لاکهو روپو وی یو کس د سکول د پاره ورکړی د هغه ځوئی پرے په کنټریکټ باندے اولګی صرف دولس سوه تنخواه اخلی دولس سوه که تاسو حساب اوکړے نو څلویښت روپی ورځ ده چې یو کلو غوښه پرے هم نه کیږی نو په دے مهنګائی کښې او داخو پریږده چې څه ډیر سکولونه داسے اوس پراته دی چې دوه دوه کاله اوشو چې په هغې ټیچنګ کیږی لیکن کلاس فور په کښې لا تردے ورځے نشته دے۔ زما په حلقه کښې درے سکولونه داسے دی پلاران ئے هروخت ما پسے راځی چې یره ایس ای ټی استاذان په کښې شته سی ټی پکښې شته لیکن زمونږ کلاس فور پکښې نشته۔ مونږه پکښې جائیدادونه ورکړے دی لاتر دے ورځے پورے نه دی لګیدلے۔ یوه ځائے کلاس فور خبره نه ده۔څنګه چې مشتاق غنی صاحب اووے په دے ملک کښې ډاکټران په کنټریکټ دی، انجینئران په کنټریکټ دی۔پروفیسران په کنټریکټ دی، ججان په کنټریکټ دی او زما سره خو دا یره ده چې سبا د قومی او د صوبائی اسمبلی ممبران به هم کنټریکټ وی (تالیاں) او د ټولو نه غټه خبره داده چې په یو ډیپارټمنټ کښې یو پوسټ خالی شی نو هغه سړے۔

(قطع کلامی)

جناب بشیر احمد بلور: زه معافی غواړم سپیکرصاحب که ماته اجازت راکړئی۔د ا زمونږه رور اووے چې چرته په کنټریکټ باندے ایم پی ایز، ایم این ایز هم وی دلته خو د کنټریکټ ملازمین ته خو دا پته وی چې زه به څلور کاله یم یا پینځه کاله یا لس کاله به یم۔ مونږ ته خو دا هم پته نشته دے چې باهر اوځو چې واپس راځو اوکنه راځو۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: 58-2B چې وی کنه۔۔۔۔

جناب ڈاکٹر محمد سلیم: د ټولونه لویه Tragedy خو دا ده چې مخکښې به په یو ډیپارټمنټ کښې یو پوسټ خالی شو نو هغه به Permanent وو نو مونږ به اولګیدو ایم پی ایز یا Concerned چې ایکسیئن به وو یا هر څوک چې به وو په

هغېباندے یئے د هغه ځوئے بهرتی کړو۔ اوس هغه سسټم هم ختم شو۔ د غه پوسټ چې خالی شی نو دا فنانس ته واپس راشی۔ Permanentپوسټ وی او د فنانس نه نوئے پوسټPermanent sanction شی هغه هم په کنټریکټ وی نو دا ځومره زیاتے په دے ملک کښې روان دے۔ نو دا هر څه په کنټریکټ وی نو زه دا خبره کوم چې په دے کنټریکټ پالیسئی باندے د غور اوکړے شی د نوی سر نه د څه طریقه اختیار کړے شی۔ او دا دولس سوه څوارلس سوه او دوه زره تنخواه چې د ه د یو کلاس فور د پاره ډیر زیاتے دے نن کوم دور دے مونږ پخپله تاسو اوګوری دلته ناست یو۔ څه عام خوراک کوؤ، خو په دوه زره کښې زمونږ ګزاره کیږی۔ په شپارس شوه کښې زمونږه ګزاره کیږی نوکه زمونږ ګزاره نه کیږی نود یو غریب سړی ګزاره به څنګه اوشی۔ولے دا د غریب سړی ځوئے چې بیمار شی نو هغه له دوائی نه ده پکار۔ زما ځوئے چې بیمار شی نو هغه به بل قسم دوائی او د غریب هغه به بل قسم استعماله وی۔ زه به بل قسم خوراک کومه او دغریب هغه به بل قسم خوراک کوی نو په دے ملک کښې د ټولو لویه Tragedy ده چې ټول دولت په یو څو لاسونو کښې دے۔ او د عام سړی ژوند ډیر زیات خراب دے، نوئی نوکری خو مونږه پیدا نه کړے شوے۔ نوئے کارخانے مونږه اونه لګولے شوے۔ په ګدون هم پنځه پینځ نیم سوه کارخانے لګولی دی په انعام کښې چا نه ولے راکړے۔ مونږ په هغې باندے قربانی کړے وے۔د افیون فصل مونږه ختم کړے وو او په اربونو روپئی د امریکے نه راغلے وے د هغې په عوض کښې، هغه کارخانے نن کنډر پروت دے هغه بله ورځ وزیراعلیٰ صاحب به راتلو هلته کښې راغلی وو نو هلته هغه کارخانه دار ورته خپلے مطالبے کولے نو ما کارخانه دارو ته اووے چې مونږه روره ستاسو ملګریتا کوؤ خو ګورے مشروط به کوؤ۔ زما مزدور له هغوی آتلس سوه روپئی ورکوی د میاشتے۔دا شپیته روپئی ورځ شوه۔ دے د تلو راتلو کرایه د مزدور ده۔ خوراک څښاک د مزدور خپل دے نو هغه ته پکښې آته سوه روپئی هم نه پاتے کیږی۔ ماورته اووے چې تاسو له مراعات غواړو خو ګورے زما مزدور، او زما سره به پکښې او اول به مزدور له مراعات راکوئ د درے زره او د څلور زره نه کمه تنخواه به مونږ له نه راکوئی۔ نو زه بیا د ریکویسټ کومه چې په دے پالیسی باندے د غور اوکړے شی۔ او د

نوئ سر نه دے کیښناستے شي او زما د ایم ایم اے د حکومت نه دا توقع ده چې دوی به خلقو له روزګار ورکوئی آخیر کښې زما دومره ګائے نه وو خو بیا مے هم دوه څلور خبرے اوکړے په دے یو شعر باندے چې هغه شاعر په داسے حالاتو کښې وئیلے وو چې هغه نیم لیونے وو۔ ان شاءالله خان انشاءالله وائی۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یہاں سب یار بیٹھے ہیں

اور بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں۔

اور نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری، راہ لگ اپنی

تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بے زار بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ کچھ اور معزز ممبران اگر، اچھا جی۔ قاضی محمد اسد خان صاحب۔

قاضی محمد اسد خان: شکریہ مسٹر سپیکر۔

جناب سپیکر: کیا مشتاق غنی پر اعتماد نہیں ہے؟

قاضی محمد اسد خان: مجھے اعتماد بھی ہے اور اعتبار بھی ہے، ایک چھوٹی سی بات جو انہوں نے نہیں کی، میں اس کی طرف ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کاشف صاحب نے کہا کہ سب نے بات تو کی ہے لیکن اس کا حل کسی نے نہیں بتایا کہ کنٹریکٹ پالیسی کے مسائل سے کس طرح ہم اپنی معیشت کو آزاد کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! سب سے بڑا مسئلہ چونکہ فنانس کا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنی ہمارے صوبے کی اور پورے پاکستان کی معیشت جس Depression میں پھنسی ہوئی ہے تو اس کی بنیادی وجہ بے روزگاری ہے اور بے روزگاری کی وجہ سے، یہ پورا ایک اکنامک پراسیس ہے جس کی وجہ سے حکومت کو ریونیو نہیں ملتا۔ ریونیو نہیں ملتا تو حکومت اور ڈیویلپمنٹ پر اخراجات نہیں کر سکتی، نوکریاں نہیں میسر ہو سکتیں لوگوں کو اور یہ سائیکل چلتا رہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجلس عمل کی حکومت کو ایک بہت بڑا Step لینا چاہیئے چاہے وہ اگلے بجٹ میں ہو تاکہ عام آدمی کو چونکہ سب سے اہم چیز، آپ کے بونیر میں بھی، مجھے یقین ہے، بہت بڑی تعداد لوگوں کی بے روزگار ہو گی۔

جناب سپیکر: بے روزگاری ہے۔

قاضی محمد اسد خان: کہ لوگ نہ پانی مانگ رہے ہیں، نہ اب وہ گلیاں مانگتے ہیں، نہ وہ سکولوں کی ڈیمانڈ کررہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ جو پڑھے لکھے بے روزگار بچوں کی فوج سکول سے باہر آچکی ہے آپ انہیں ملازمت دے دیں، گورنمنٹ سیکٹر، جو پبلک سیکٹر ہے وہاں پر نوکریاں تقریباً ختم ہونے کے برابر ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر میں لوگ جارہے ہیں اور جو قانون اکنامکس ہے کہ جب معیشت خراب ہو گی تو Kain's کہتا ہے کہ آپ لوگوں سے کنوئیں کھودوائیں، انکو نوکریاں دیں اور پھر انہی لوگوں کو نوکریاں دیکر انہیں واپس بھروادیں تاکہ لوگوں کو نوکریاں میسر ہوں۔ انکو تنخواہ ملے گی تو وہ جاکر کسی اور چیز پر خرچ کریں گے اس سے اور نوکریاں بنیں گی۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ جو اے ڈی پی ہم بنارہے ہیں یا جو بنائی گئی ہے جس میں ہم نے ڈیویلپمنٹ کے اخراجات بھی رکھے ہیں اور باقی اخراجات بھی رکھے ہیں اگر انہیں فنانس ڈیپارٹمنٹ اس طریقے سے کٹ کرتا ہو اور آپ کی حکومت یا کیبنٹ کی پالیسی ہوتی کہ اس طریقے سے اس میں سے اخراجات کم کئے جاتے کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سے نوکریاں دینے کے اخراجات الگ رکھ دیئے جاتے اور باقی چیزوں کے کاٹ دیئے جاتے آپ کو اس سے، میں نہیں سمجھتا کہ سیاسی یا سوشل نقصان ہوتا بلکہ آپ کو بہت بڑا فائدہ ہوتا۔ ساتھ ساتھ میں یہ بات کہنا چاہونگا کہ ہم نے تو گریڈ سترہ کی بات بھی کردی، گورنمنٹ کی نوکریوں کی بات کردی، میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ ہمارے ساتھ آنے والے دور میں ایک وعدہ کیا جارہا ہے وہ رادھا کا وعدہ ہے شاید کہ ہری پور میں نیا کمپلیکس ہسپتال شروع ہوگا اس میں بتیس نئی نوکریاں ٹیکنکل سائیڈ پر نکلیں گی۔ اگر وہ بتیس نوکریاں نکلیں گی تو ہم چار ایم پی ایز ہیں اور اگر ہم آپس میں ان کی Recommendations بھی کرنا چاہیں تو تیس ہزار لوگ جس ضلع میں بے روزگار ہوں اور تیس ہزار لوگ وہ نوکریاں مانگ رہے ہیں تو ہم ان لوگوں کو وہ نوکریاں نہیں دے سکتے۔ لہذا لوگ رخ کرتے ہیں انڈسٹریز کا، یہاں پر منسٹر فار انڈسٹریز بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے بار بار انکی توجہ چاہی اور ہماری آپس میں یہاں پر بات بھی ہوئی ہے، جو گپ شپ میں گزر جاتی ہے۔ جب سرکاری لوگوں کو نوکری کنٹریکٹ پر ملتی ہے تو جو غریب لوگ، جو سب سے Lowest cadre کے لوگ ہوتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کارخانوں میں نوکریاں کرنا لیکن نہ تو انکی نوکری Permanent ہوتی ہیں نہ انہیں سروس کارڈز ایشو ہوتے ہیں۔ جس کو جس دن چاہتے ہیں وہ باہر نکال پھینکتے ہیں۔ دیکھیں جی، سب سے Important بات یہ ہے کہ میں سمجھتا

ہوں، سراج الحق صاحب کو یہاں پر موجود ہونا چاہیئے تھا، یہ بات Sufficient نہیں ہے کہ اس پر ہم بات کریں گے اور غور کریں گے اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ کیبنٹ نے جتنے اجلاس آج تک کئے ہونگے ان سب میں یہ بات ڈسکس کی گئی ہو گی لیکن بات یہ ہے کہ اگر کارخانہ دار غریب ہے یا حکومت غریب ہے وہ Permanent job نہیں دے سکتے تو کہیں اور سے اپنے اخراجات کم کریں اور اس چیز کو فرض سمجھیں کہ ملازمت جو ہے وہ Permanent دینی ہو گی۔ چاہے حکومت ہو چاہے پرائیویٹ سیکٹر ہو یہ ہماری Top priority ہونی چاہیئے ورنہ ہماری اکانومی چاہے فرنٹیئر کی ہو یا پاکستان کی ہو وہ اس Depression سے کبھی نہیں نکل سکتی۔ آپ لوگوں کو سیکورٹی نہیں دے رہے تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ آئندہ آپ کو ووٹ دیں گے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ قلب حسن صاحب۔

سید قلب حسن: ډیره مهربانی سپیکرصاحب۔ معزز اراکین په کنټریکټ پالیسئ باندے ډسکشن اوکړو۔ زما په ذهن کښې کوئسچن راځی څه یو که بله زه به دا کوئسچن د حکومت نه کومه چې یو هسپتال کښې په کنټریکټ پالیسئ باندے دوئی چې څوک بهرتی کوی، دا د څه نظریے سره بهرتی کوی؟ آیا دا هسپتال به دوه کاله بعد بندیږی یا په دے سکول کښې بهرتی کیږی دا د کومے نظریے سره دوئی په کنټریکټ پالیسئ باندے د یو کال یا دوه کاله د پاره ټیچر آخلی چې آیا دوه کاله بعد به سکول بندیږی؟ جناب والا! زمونږ عوام انتهائی ټینشن کښې دے چې یو ټیچر یا یو لیکچرار ته تاسو یو کال کنټریکټ پالیسئ باندے د بهرتئ پیپر ورکړئ هغه هم تاسو خپلے علاقے نه دومره لرې واستوئ چې هغه ځائے کښې دوه درے میاشتے کښې د هغه Adjustment کیدو لږی او چې څنګه هغه ایډجسټ شی هلته کښې د هغه په ذهن باندے دا ټینشن راشی چې زما خو ټائم پورا کیږی۔ تاسو د ایجوکیشن، د هیلتھ، دلته د هیلتھ منسټر هم ناست دے، تاسو د دے ډهانچې اوګورئ بالکل تباهئ ته روانه ده۔ او زه خیرانه دا یمه چې دا کومه کنټریکټ پالیسی ده، دا په بلوچستان، سندھ، پنجاب کښې دا Permanent شوی دی او دغه پالیسی صرف په صوبه سرحد کښې ده۔ آیا دا څه سازش دے؟ په دے سازش باندے تاسو غور اوکړئ بلکه زه خو به دا ریکویسټ

تا سو اوکړمه چې په دے باندے په اسمبلئ کښې يو ريزوليوشن راوړئ، د يو قرارداد په شکل کښې۔ د حکومت دغه کار دے ، د حکومت دا فرض دے چې که چرته يو دور کښې يا څنګه عبدالاکبرخان صاحب اووئيل چې د يو خاص ټائم کښې، دا د ايم ايم اے حکومت د ناکامئ د پاره دا پاليسی جوړه شوے ده۔ مونږ تاسو ته درخواست کوؤ چې مونږ تاسو سره په ديکښې مکمل تعاون کوؤ، تاسو که چرته چا يوه پاليسی غلطه جوړه کړے وے د دے حکومت فرض دے ، د ايم ايم اے حکومت فرض دے چې هغه پاليسی ختم کړے شی۔ زه هم په دے خبرو باندےاو ددے اميد سره چې دا به،ديو انتهائی خطرناک، خطرناکه بيماری زمونږ په دے صوبے کښې دوی پهيلاو کړی ده ددے فوری طور باندی تاسو غوراوکړئی۔ډيره مهربانی۔

Mr. Speaker: Thank you. Any other Honorable member? Mr. Jamshed Khan Sahib, please.

جناب جمشيد خان: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ۔

شکريه جناب سپيکر زما نه مخکښې په کنټريکټ پاليسی باندے مشرانو ډير په تفصيل خبرے اوکړے۔زه به دا عرض اوکړم چې د ايم ايم اے حکومت دے د کنټريکټ پاليسی ته په اسلامی نقطه نظر باندے اوګورئی۔دلته اوس مونږ سره ددے سسټم کار کوی۔يو Permanent Servants دی بل Contract Servants دی اوبل فکسډ پے والا سرونټس دی آيا دا به انصاف وی چې کار او ډيوټی هم هغه يوه ده او تنخواه او مراعات جداجدا دی زما په خيال دا د انصاف تقاضے نه پوره کوی۔ څنګه چې اووئيلے شو چې ډاکټران چې چا اووه ،اووه آته،آته کاله سروس کړے دے او هغوی ته وائی چې تاسو پبلک سروس کميشن ته مخامخ شئی۔ زما په خيال دا د انصاف نه خلاف خبره ده هغه کسان چې هغوی اووه اووه آته،آته کاله سروس کړے دے هغوی پکار ده چې Permanent شی په نورو صوبو کښې هم دا د کنټريکټ دغه ختم شوے هغه Permanent شوی دی او نور هم دلته دا طريقه کار روان وو چې درے کاله به چا سروس اوکړو هغه به Permanent کيدو اوس دا ټول مستقل کنټريکټ باندے چې مونږه روان شو نو زما په خيال به زمونږه دتباهی خبره وی۔ دغسے چې کوم ملازمين په کنټريکټ باندے وی څنګه چې عبدالاکبرخان صاحب اووئيل چې دهغوی

خلافEfficiency and Disciplinary Rules نه شی Applyکیدے ځکه چې هغوی خو د ګورنمنټ په دغه کښې نه راځی نو پکار داده چې دا پالیسی بالکل ختم کړے شی۔دغسے د سکول ټیچران یا کلاس فور ملازمین چې هغوی ته دوه زره یا دولس سوه روپئی تنخواه ملاویږی نو اخیر هغوی به څه خپله ډیوټی په ټهیک طریقه باندے اوکړے شی نو زما دا درخواست دے چې په دے کنټریکټ پالیسی باندے یو متفقه قرارداد مونږه راولو ځکه چې دا مونږه منو چې دا ایم ایم اے حکومت ته په وراثت کښې ملاو شوی ده داد دوئی نه وه خو چونکه اوس د دوئی حکومت دے دا د دوئی فرض جوړیږی چې ددی خلاف مونږه دوئی ټول یوشو او دا خبره ختم کړو۔مهربانی۔

جناب سپیکر: خلیل عباس خان۔

جناب خلیل عباس :شکریه سپیکر صاحب! چې تاسو ماته په دے اهم موضوع باندے د خبرو موقع راکړه جی۔سپیکر صاحب! دا کنټریکټ پالیسی چې ده۔ دے زما په خیال دا یو داسے پالیسی ده چې داد غریبو ملازمینو ددے په ذریعه باندے یو ډیر لوئے استحصال کیږی۔ او دے پالیسی د وجه نه د غریبو، زمونږ غریبو عوامو د مجبورو نه فائده حکومت اوچتوی۔ او دهغوی د مجبورو نه فائده اوچتوی او په ډیره کمه تنخواه باندے هغوی ته ملازمتو نه ورکوی او خپل، بغیر د څه دغه نه هغوی نوکریانے کوی۔ په دے باندے خو جی ډیرے خبرے اوشوے په هر پهلو باندی په دے خبرے اوشوے۔ خو زه ددے یوه پهلو ددے معزز ایوان نه ستاسو په نوټس کښې راولم جی۔یوطرف ته خو غریب دے پالیسی په ذریعه ورځ تر ورځه نورغریب کیږی۔ زما خیال دی چې هغه نیمه روپئی هم ورته په دغه تنخواه کښې نه میسر کیږی او بل طرف ته که تاسو اوګورئی زمونږه په مختلفو محکمه کښې چې کوم دا چیف ایګزیکټیوز د کنټریکټ په ذریعه راځی۔ زمونږ په هسپتالونو کښې چې چیف ایګزیکټیو راځی مختلف Consultantsچې ددے پالیسی په ذریعه راځی نو هغوی ته کوم مراعات ملاویږی۔ لږ خو دا هم سوچ اوکړئی که هغوی Regular Basisباندے راځی نو دهغوی مراعات څنګه وی او چې هغوی د کنټریکټ په ذریعه راځی نو د هغوی مراعات څه وی۔ هر حکومت که صوبائی دے او که وفاقی حکومت دے هغه خپل منظور نظر خلق دے

کنټریکټ پالیسی په ذریعه راولی په مختلفو پوسټونو باندے ئے بهرتی کوی۔اود هغوی ،چونکه دا خو کنټریکټ د دو کسانو ترمینځه۔ د دے خو څه باضابطه رولز نشته دے۔هغه افسرصاحب کښینی او حکومت کښینی او هغه د باهمی مرضئی په مطابق یو پیکیج ورته ورکړی۔او هغه داسے پیکیج وی چې هغې باندے ، د هغې څه مثال نه وی۔ موټرے هم پکښې وی۔ بنګلے هم پکښې وی۔او په لکهونوروپوتنخواه هم پکښې وی۔ زما صرف دا استدعا ده چې خدائے دپاره په دے غریبانانو باندے رحم اوکړئی۔ دا کنټریکټ چې تاسو مکمل طور باندے ختم کړئی نو چې هغه لوئے افسرانو ته، هغه لوئے Consultantsچې تاسو اخلئی په کنټریکټ باندے تاسوته به دومره بچت اوشی چې دا غریبانان به تاسو په Regularبنیادونو باندے دوی ته ملازمتونه ورکړے شئی۔۔او دویمه خبره دا ده جی چې هره ورځ دخرچے د کمولے خبری کیږی ورسره ورسره په اخبار کښې مونږ دا هم ګورو چې صوبائی کابینه کښې نور وزیران صاحبان هم عنقریب اغستوالادوی۔نو جناب چې یو طرف ته د خرچو کمیدو خبرے کیږی اوبل طرف ته دا خبرے کیږی۔ زه خو نه پوهیږم چې کومه خبره صحیح ده۔مهربانی۔

جناب سپیکر: ارشدخان صاحب۔

جناب محمدارشدخان: مهربانی جی۔ ماخوجی۔ داډیرے خوږے خوږے خبرے اوشوے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمدارشدخان: ملګرو خه په تفصیل کښې هر اړخ ددے ،زه په هغه خبره صرف دغه کول غواړمه چې کوم زما په خیال باندے نه دی شوے پکښې۔ زه وائم چې دا کوم ځائے نه شروع شوے ده۔ دا کنټریکټ پالیسی د کوم ځائے نه، په کومو حالاتو، عبدالاکبرخان د 73ددغه خبره اوکړه چې په هغې باندے مونږ فخر هم کوو۔ په ظاهره باندے ټول، هغه وخت کښې Nationalizationشوے وو۔ دډیرو مالداروخلقو نه کارخانے اغستے شوے وے او هغه سرکاری شوے وے۔ د هغې نه پس Denationalization اوشو یو وخت کښې، په هغې کښې دا کارخانے ، مالکانو ته بیا حواله شوے او دمالکانو په طبع باندے ځکه چې احتجاجونه د مزدورانو جلسے جلوسونه او د کارخانه دارو او د سرمایه دارو خلاف ،هغه

کنټرول کولو دپاره زما په خیال کېنې په ملک کېنې دا پالیسی جوړه شوه، یا پاکستان کېنې دا پالیسی دغه شوه چې دغه خلقو له لږ مراعات زیات ورکول پکار دی چې کارخانے زیاتے شی۔ زمونږه په صوبه کېنې په هغه وخت کېنې هم د کارخانو څه داسے څه حالات نه وو۔ او نن خو بیخی هډو هغه چې څه دے نو هغه کېنې د نیمو نه زیاتے بندے شوے دی ۔یا په کوم حالاتو کېنې روان دی۔ زمونږه دے تیرو ورځو کېنې یولیبر کانفرنس شانتے وو چې په هغې کېنې ئے ماته هم دعوت راکړے وو۔ په هغې دا ټولو اومنله، لکه نن چې څنګه مونږه دا د غلامئی د کنټریکټ پالیسی د علامئی طرف ته یو قدم دے۔ چې مزدوران خصوصاً د کارخانو مزدوران او نور زمونږه غلامی طرف ته بوځی۔ماوے دا خو هسے هم زمونږه د انګریزانو د وختونه ځومره روایات، ځومره قانونو نه چې جوړیږی هغه هم دغه خپل خلق غلامئی طرف ته نور هم ورنزدے کوی او دغه زمونږددے صوبے روایات پاتے شوے دی چې ټول عمرئے ددے غلامئی مخالفت کړے دے هغه که هر هر یو شکل کېنې وی۔ نو زمونږه خپله دا روایات پاتے شوے دی۔ خو مونږه وایوچې هغه څنګه ددوی دا کومے پالیسئی دی۔ هغه د فیض احمدفیض یو شعر وو چې" *چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے*"دغه خو زما خیال دے چې ځومره کنټریکټ پالیسی هم هغه د غلامئی طرف ته مونږ روان کړے یو۔ خو چې بیا خپله صوبه کېنې اوګورو، دا انډسټری او دا یو مقابله اوکړو ددےیو ورکوټے نه ورکوټے د پنجاب ښار سره، ګجرانوله، ګجرات زماخیال دے هغې کېنې زمونږ د صوبے نه به زیاتے کارخانے وی۔ نو که هلته مونږه ددے کارخانو خبره اوکړو۔ هغې سره د هغې کارخانو نوکر سره که هغه په کنټریکټ باندے واخلی۔ هغه کیدے شی چې ورته پخپله اووائی چې زه دا نوکری نه کوم ددے پیسے کمے دی۔لکه څنګه چې زمونږه نسرین خټک صاحبے اووئیلے زه دے بله کارخانه کېنې نوکری کوم۔ خو دلته خو څه Choiceنشته، دلته خو دکارخانے مزدور، د سره کارخانه نشته نو د کارخانے مزدور د کوم ځائے نه راشی۔ دلته خو دغه مزدوران راپاسیدلے دی۔ او وائی چې د کنټریکټ نه که زیاته څه بل څه د غلامئی پالیسی وی هغه هم منو خو مونږ ته روزګار راکړئی۔ نو داعجیبه خبره ده چې دلته به خلق دا وائی چې مونږ ته د غلامئی د

نظام نه څه بل څه بدتر نظام وی هغه هم منو خو مونږ ته نوکری را کړئی۔ مونږ ته کارخانے جوړے کړئی۔که کارخانے جوړوے نو کارخانے به بیا په دغه خلقو باندے جوړوے هغه په خامخا د کنټریکټ خبره کوی۔که د کنټریکټ خبره کوی۔ هغه دے خلقو سره ظلم دے۔ دغه غریبانو سره ظلم دے۔ دغه زیاتے دے۔ او دا کنټریکټ په یو شے که نه دے دا خو مونږ په هر یو ځیز کښې نن، دا چې څنګه زمونږه دے نورو ملکرو اووئیل۔انجینئر په کنټریکټ باندے۔ډاکټران په کنټریکټ باندے ، مونږ پخپله یو په کنټریکټ باندے مونږ خو مخکښې نه یو۔ او زمونږ خو وخت هم معلوم دے۔ او اکثر د هغه وخت نه مخکښې کنټریکټ هم ختم شی او دا هم پته نه لګی چې دے ورځ دوه کښې ختمیږی که کال کښې ختمیږی۔ زمونږخو۔نو دغه سستم دپاره زه وائم چې خپل روایات د بیا تازه کړو۔ خپل د پښتو روایات دجرګے سستم دتازه کړو۔ او په شریکه باندے حکومت اواپوزیشن د کښینی او دے دپاره د یو داسے لار رااوباسی چې صبا له مونږ په Consensusباندے یعنی دا ټول هاوس د یو قرارداد په شکل کښې متفقه یو خبره پاس کړی چې آیا دا منو که نه منو نو هغې کښې دا دا شرطونه منو۔ که نه منو نو دا ټول نه منو۔یا نیم نه منو۔ خو هغه د په شریکه باندے مونږه ددے خپلو روایاتوپه نظر کښې دغه اوکړو۔ مهربانی۔

<u>قاری محمد عبداللہ</u>: جناب سپیکر!

<u>جناب سپیکر</u>: د سعید خان صاحب۔ قاری عبداللہ بنګش صاحب تاسو څه وایئی۔

<u>قاری محمد عبداللہ</u>: آو جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: نودا سعید خان صاحب له ما فلور ورکړے دے، مخکښې ده درخواست راليږلے دے۔ ټائم ئے غوښتے دے۔ بیا میاں نثارګل صاحب وو۔ نہیں میں دونگا۔دوی Writtenدغه راليږلے دے۔

<u>جناب سعید خان</u>: اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔
Thank you Mr. Speaker for providing me an opportunity to talk on this floor.جی۔ مجھ سے پہلے تو تمام باتیں ہو گئی ہیں۔اور تمام معزز اراکین نے جو باتیں کیں۔اس سے

یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاں جہاں یہ Contract basis پر کام ہو رہا ہے۔ وہاں وہاں پر Efficiency نہیں ہے۔ میں بطور Eye opener اس ہاؤس کے آگے ایک Institution کی Example رکھنا چاہونگا۔ یہاں پر Health ہو، Education ہو، Judiciary ہو، Social Sector ہو، جو بھی ہو، تمام میں Contract چل رہا ہے۔ ایک محکمہ ایسا ہے جہاں پر Contract نہیں ہے اور وہی ایک محکمہ ہے جو پاکستان میں سب سے زیادہ کامیاب جا رہا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اسے اپنے لئے آگے مثال بنائیں۔ پاکستان آرمی ایک ایسا Institution ہے۔ (تالیاں) جہاں پر Contract نہیں ہے۔ تو جب وہاں پر Contract system نہیں ہے تو وہ سب سے کامیاب جا رہا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ پاکستان آرمی کو اپنے لئے ایک مثالی بنیاد بنائیں۔

جناب سپیکر: اور پولیس کو تو آپ بھول گئے ہیں۔

جناب سعید خان: جی۔

جناب سپیکر: پولیس کو آپ بھول گئے ہیں میرے خیال میں۔

جناب سعید خان: پولیس میں بھی Contrast چل رہا ہے اور اسمیں بالکل نہیں ہے۔ تو میرے خیال میں جی اگر ہم نے Efficiency بڑھانی ہے۔ We should make Pakistan Army as an example before us. And I believe that will solve lot of problems. Thank you.

(Applause)

جناب سپیکر: تھینک یو۔ میاں نثار گل صاحب۔

میاں نثار گل: شکریہ جناب سپیکر! آج جس پالیسی پر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے بعد قاری عبداللہ بنگش صاحب آخری مقرر ہونگے۔ اور ٹی بریک کے بعد Honourable Minister for Law and Industry, wind up speech کرینگے۔

جناب مظفر سید: میں نے بھی درخواست کی ہے سر، درخواست تو میں نے بھی کی ہے۔ میری درخواست قبول فرمائیں۔

جناب سپیکر: بس، جی میاں نثار گل صاحب۔

میاں نثار گل: جس کنٹریکٹ پالیسی پر بحث ہو رہی ہے، میرے خیال میں اس ایوان میں کافی بھائیوں نے اس کے متعلق بڑی مدلل باتیں کیں۔ لیکن میں جس سیٹ پر بیٹھا ہوں تو انور کمال خان میرے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔ جب وہ تقریر کرتے ہیں تو اتنی مدلل کرتے ہیں کہ میں پھر ڈر جاتا ہوں کہ جب میرا ٹائم آئے گا، میں اٹھوں بات کروں یا نہ کروں۔ لیکن پھر بھی آج کنٹریکٹ پالیسی پر بحث ہے اور یہ تقریباً 1991 یا 1992 سے جاری ہے اور ابھی تک اس پر بحث ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر، یہ پالیسی جب سے بنی ہے آپ دیکھ لیں کہ اس کے بعد ادارے بالکل تباہ ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے وہی لوگ تھے، یہی ہمارے لوگ تھے جو محنت سے کام کرتے تھے، جدھر بھی جاتے تھے Health میں بھی جاتے تھے۔ ایجوکیشن میں بھی جاتے تھے، تو ٹھیک ٹھاک سسٹم تھا۔ وجہ یہ نہیں تھی کہ آج کل کے لوگ محنتی نہیں ہیں۔ وہ وجہ یہی تھی کہ ان لوگوں کو مراعات دی جاتی تھیں۔ ان کو پتہ ہوتا تھا کہ میں نے محنت کرنی ہے اور وہ محنت Already میں نے کرنی ہے کیونکہ بعد میں مجھے پنشن بھی ملے گی اور میرے بچے تقریباً، اس ملک میں ایسا وقت آتا ہے کہ کسی گھر میں دو وقت کا کھانا بھی نہیں ملتا۔ لیکن جب سے یہ پالیسی بنی ہے، جب کوئی سکول جاتا ہے۔ آپ دیکھیں وہ سکول بند ہوتا ہے۔ اس لئے بند ہوتا ہے کہ اس کو پتہ ہے کہ میں نے دو سال بعد اس نوکری سے جانا ہے۔ میں ڈیوٹی کیوں کروں اور اس کی پالیسی بھی یہ ہے کہ اس کو Transfer بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آپ جس Hospital میں بھی جائیں، ڈاکٹر جب Contract پر ہوں جناب سپیکر، میری بہنیں بھی بیٹھی ہیں، معذرت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے جب ڈاکٹر یا انجینئر ہوتا تھا تو لوگ رشتے بھی بڑے فخر سے دیا کرتے تھے۔ اس لئے دیا کرتے تھے کہ وہ کہتے تھے کہ وہ ڈاکٹر ہیں۔ آج آپ دیکھیں ایک ماں جب اپنے ڈاکٹر بیٹے کے لئے شادی کا سوچتی ہے تو وہ جدھر جاتی ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کا بیٹا تو ڈاکٹر ہے، آیا وہ سرکاری نوکر ہے یا Contract پر ہے۔ (تالیاں) جب وہ Contract پر ہوتا ہے تو اس ڈاکٹر کو کوئی رشتہ بھی نہیں دیتا۔ اس لئے نہیں دیتا کہ اس کو پتہ ہوتا ہے کہ دو سال کے بعد اس ڈاکٹر نے بے روزگار ہو کر دوبارہ گھر میں بیٹھنا ہے۔ (قہقہے) تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پالیسی نہ اپوزیشن کی ہے اور نہ یہ پالیسی حکومت وقت کی ہے۔ اس پالیسی پر ہر گھر میں ہر بس میں ہر جگہ پر اس پر بحث ہوتی ہے۔

جناب خلیل عباس: پوائنٹ آف آرډر سپیکر صاحب! زمونږ دوه آنریبل ایم پی ایز ته رشتے ملاؤ شوی دی۔ هغوی هم ګنی په Contract دی۔

میاں نثار گل: اس کے علاوہ جناب سپیکر! اس Contract policy پر، ذرا پلیز۔ جناب سپیکر، میں نے تو تقریر۔۔۔۔

جناب خلیل عباس: اجازت دے جی؟

میاں نثار گل: میں نے تو تقریر ختم نہیں کی ہے سر۔

جناب سپیکر: جی میاں نثار گل صاحب۔ پلیز آرڈر۔ پلیز۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر! معزز رکن کو سمجھایا جائے میں نے بھی اس کی تقریر بڑے غور سے سنی ہے۔

جناب سپیکر: پلیز۔ پلیز۔ اس معزز ایوان کو وہ وقعت دیں جو اس کا مستحق ہے۔ پلیز۔

میاں نثار گل: اس کے علاوہ جناب سپیکر، آپ جدھر بھی جاتے ہیں، ہمارے صوبے پر نظر دوڑائیں۔

جناب سپیکر: پلیز آرڈر۔ پلیز۔ آرڈر پلیز سعید خان پلیز۔

میاں نثار گل: آپ ہمارے صوبے پر نظر دوڑائیں

جناب سپیکر: جی۔

میاں نثار گل: تھینک یو جناب سپیکر! آپ ہمارے صوبے پر نظر دوڑائیں جس طرح عبدالاکبر خان صاحب نے کہا، مشتاق غنی صاحب نے بھی کہا کہ آپ ایک بندے کو Contract پر لیتے ہیں اور 1985 سے ایک بندہ SDO بھرتی ہوا ہے، یا انجینئر بھرتی ہوا ہے، یا وہ سول جج بھرتی ہوا ہے۔ درمیان میں اس میں Contract کا 18 یا 19 گریڈ کا بندہ آجاتا ہے تو اس کی پروموشن بھی اس کے ساتھ Block ہو جاتی ہے کیونکہ دو سال تک وہ جب اپنی سیٹ پر ہو گا تو آگے جا بھی نہیں سکے گا اور اس کے علاوہ آپ پبلک سروس، جدھر بھی آپ دیکھیں 18، 19، 20 گریڈ کے افسر وہ لوگ ہیں جو Already اچھی جگہوں سے پنشن یافتہ ہوئے ہیں۔ میں جس کالونی میں رہتا ہوں ان کے وہاں بنگلے بھی ہیں۔ انکے رشتہ داروں کے بھی وہاں بنگلے ہیں۔ انکی زمینیں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ 19 گریڈ سے ریٹائرڈ ہو کر ادھر آ کے =/75000 روپے تنخواہ بھی لیتا ہے۔ اور اس بندے کو جو 17، 18 میں کنٹریکٹ پر ہوتا ہے۔ اس کو پروموشن بھی نہیں ملتی۔ تو جناب سپیکر! یہ جس کنٹریکٹ پالیسی پر بحث ہو رہی ہے میں تو سارے ایوان سے یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ

اگراداروں کو بچانا ہے، اگر ہیلتھ کو ٹھیک کرنا ہے، اگرایجوکیشن کو ٹھیک کرنا ہے اگر ججز کے فیصلوں کو آپ نے میرٹ پر لانا ہے تو اس کنٹریکٹ پالیسی کو ختم ہونا چاہیئے۔اس لئے کہ جب تک یہ پالیسی ہوگی۔ دو سال تک وہ بندہ دوبارہ واپس بے روزگار ہوگا۔اس کے دماغ میں یہ بات ہوگی کہ میرا روزگار ختم ہونے والا ہے تو کرپشن بھی زیادہ ہوگی۔ادارے بھی ٹھیک نہیں ہونگے۔ تو اس میں کیا حرج ہے کہ اگر ایک بندے کو پنشن دی جائے۔ جناب سپیکر! آپ نے گھنٹی بجائی لیکن میرے ساتھ انور کمال صاحب بیٹھے ہیں اور انہوں نے پندرہ منٹ تقریر کی تھی اور میرے تو پانچ منٹ بھی ابھی پورے نہیں ہوئے۔ ایک منٹ اور آپ سے مہلت لینا چاہتا ہوں۔ عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ایک رشتہ دار تھا آجکل وہ صاحب حیثیت ہے، لاء کرکے بھی اس کو روزگار نہیں مل رہا تھا تو وہ اپنے خاندان سے کہہ رہا تھا کہ مجھے کچھ پیسے دے دو تاکہ میں روزگار شروع کروں۔ تو ماں نے اس سے کہا کہ بیٹا! آپ یہ روزگار نہ کریں جب تک آپ Pension able نوکری نہیں کرینگے تو آپ Safe نہیں ہونگے کیونکہ اس کی ماں اس کی 70 سال کی زندگی کو دیکھ رہی تھی، کہ جب آپ 70 سال کے بعد آئیں گے تو آپ کے گھر میں پنشن نہیں ہوگی اور آپ کے بچے چھوٹے چھوٹے ہونگے کیونکہ ہمارے ملک میں وہ وسائل نہیں ہیں کہ جب آپ گھر میں بوڑھے ہوکر بیٹھ جائیں گے تو میرے بیٹے کو روزگار ملے گا۔ میرا بیٹا بھی میرے ساتھ بے روزگار ہوگا۔ اس پنشن میں یہ ہوتا تھا کہ اگر باپ ریٹائرڈ ہو جاتا تو اس کے بچے چھوٹے ہوتے تھے تو ان کو کم از کم دو نوالے تو ملتے تھے تو وہ نوالے ہم نے ان سے چھین لئے ہیں تو میں یہ ریکویسٹ کرتا ہوں سب سے، جس طرح ہمارے معزز رکن نے کہا کہ ایک قرارداد آنی چاہیئے اس پر متفقہ طور پر، ان لوگوں کے لئے جو 17, 18، 19 یا 20 گریڈ میں ادھر پڑے ہوئے ہیں اور مراعات لے رہے ہیں، انکے بیٹے بھی نوکریوں پر لگے ہوئے ہیں، انکے بنگلے بھی ہیں۔ انکو بھی نہ رکھا جائے اور اسکے علاوہ جو کلاس فور کے ملازمین ہیں جناب سپیکر! میرے پاس یہ پڑا ہوا ہے ان کو پتہ تھا مجھے پتہ نہیں تھا کہ آج کنٹریکٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ لیکن ان کلاس فور کے ملازمین کو یہ پتہ تھا کہ آج کنٹریکٹ پالیسی پر بحث ہو رہی ہے تو انہوں نے فوٹو سٹیٹ کے لئے چندہ جمع کیا ہوگا انہوں نے فوٹو سٹیٹ کے لئے بڑا خرچہ کیا ہوگا تاکہ معزز ممبران اسمبلی اس پر تھوڑی بحث کریں۔ اس میں یہ لکھتے ہیں کہ ہمیں 1200 روپے تنخواہ ملتی ہے اور ابھی 2500 روپے تنخواہ ملتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک دن کا خرچہ آپ کا کتنا ہے اور اس کا کتنا ہے۔ جس کے پندرہ اور بیس بچے ہوں تو برائے کرم اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: قاری عبداللہ بنگش صاحب۔

قاری محمد عبداللہ: شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: پانچ منٹ میں میرے خیال میں آپ اپنا موقف پیش کر دینگے۔

قاری محمد عبداللہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ" میرے قابل احترام معزز ایوان کے انتہائی محترم ممبران، چونکہ یہ فلور ایک جمہوری فلور ہے یہاں پر۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: پوائنٹ آف آرڈر سر! میرے دوست کو سپیکر کو ایڈریس کرنا چاہیئے ایوان کو نہیں۔

جناب سپیکر: ایڈریس تو سپیکر کو کیا ہے۔

قاری محمد عبداللہ: جناب سپیکر! چونکہ یہ فلور جمہوری فلور ہے۔ معزز ممبران یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ ہر ایک اپنا ایک نقطہ نظر رکھتا ہے۔ اور قوم کے ساتھ ملک کے ساتھ اداروں کے ساتھ خیر خواہی پر ممبر کا فرائضہ ہے۔ میں نے اسی سلسلے میں عربی کا ایک مقولہ ایک حدیث ذکر کی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے، منشاء یہی ہے کہ دین سراسر نصیحت ہے، خیر خواہی ہے۔ اصل میں یہاں پر ہمارے سارے ممبر ز حضرات نے جو کچھ بیانات کیے ہیں۔ یقیناً وہ اس قوم اور اس عوام کے ساتھ خیر خواہی رکھتے ہیں۔ ہمیں کسی کی نیت پر کوئی شک نہیں ہے، کوئی شبہ نہیں ہے لیکن ساتھ ساتھ حقائق بھی ہیں جن کو بہر حال نظر انداز کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔ میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتا ہوں میں امید رکھتا ہوں کہ میرے معزز ممبران بیچ میں پوائنٹ آف آرڈر کے حق کو میری ریکویسٹ کی بنیاد پر استعمال نہیں فرمائیں گے اور میری تقریر کے بعد وہ جو کچھ کہنا مناسب سمجھیں تو ان شاءاللہ ہم انہیں سنیں گے۔ لیکن یہ لکیر کا فقیر جو ہے یہ مناسب نہیں ہے ایک مسئلے کے تحقیقی پہلو کو بھی اجاگر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم دیکھیں تو ہمارے صوبے میں مالیاتی سسٹم اور اقتصادی سسٹم اس قدر مضبوط اور منظم نہیں ہیں۔ ہمیں در در پھر کر لوگوں سے مانگنا پڑ رہا ہے ہمیں لوگوں سے قرضے لینے پڑ رہے ہیں اور ہمیں مجبوراً ان کے بہت ساری شرائط ماننی اور تسلیم کرنے پڑ

رہی ہیں اور پھر ہم دیکھ رہے ہیں کہ اگر ایک طرف ہم مستقل Permanent تقرری کی پالیسی کو پناتے ہیں تو ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم ساری عوام کو یا اس قدر عوام کو نوکریاں دلا سکیں جب ہم کنٹریکٹ پالیسی کو اختیار کرتے ہیں تو پھر موجودہ وسائل میں ان کو زیادہ نوکریاں اور زیادہ ملازمتیں دلا سکتے ہیں۔ تو ہمیں اس پر اصرار نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ اگر ہم زیادہ لوگوں کو کنٹریکٹ پالیسی کے تحت یعنی کنٹریکٹ پالیسی اختیار کرکے زیادہ عوام کو ملازمتیں دے سکتے ہیں۔ نوکریاں دے سکتے ہیں تو میرے خیال میں یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ بے روزگار ہوں اور ہمیشہ انکے لئے شبینہ روز کا نان نفقہ بھی میسر نہ ہو تو کنٹریکٹ پالیسی کے اختیار کرنے میں اگر بیشتر عوام کو ملازمتیں دی جاسکتی ہیں تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ (تالیاں) دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پہ ہمارے سارے پولیٹکل بھائی جو تقریباً سیاسی ذہن کے لوگ ہیں وہ اس ملک کی تقریباً ساری چیزوں سے واقف ہیں۔ یہاں پہ جناب سپیکر! اگر ہم دیکھیں تو دو ہی قوتیں یہاں پر ہیں جو ہمیشہ کے لئے اس ملک کے اوپر قابض ہیں تو کیا ہم کنٹریکٹ پالیسی کی بجائے Permanent policy اختیار کرکے ان دو قوتوں میں سے ایک قوت کو مزید مستحکم کرتے جائیں تا کہ وہ اس پر بدستور قابض ہوں اور یہ سلسلہ ہم خود ہی اس طریقے سے مضبوط کرتے چلے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو درجہ چہارم کے ملازمین ہیں۔ ایک 16 گریڈ تک کے ملازمین ہیں اگر ہم ان ملازمین کے بارے میں یہ سوچیں یہ خیال کریں کہ ان کو بہر حال Permanent کردیا جائے۔ تو ہماری خیر خواہی اور ہمدردی بہر حال انکے ساتھ ہے۔ لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ بیس پچیس سال تک ایک مخصوص ٹولہ ان اہم پوسٹوں پر قابض رہے۔ اور وہ سیاسی قوتوں کو جمہوری حکومتوں کو اپنی انگلی کے اشاروں سے گھماتے اور پھراتے رہیں۔ اور ہم ہی انکو مزید مضبوط کرتے جائیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے، تیسری بات یہ ہے، اسکی وضاحت میں نہیں کرنا چاہونگا وہ خود ہی آپ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ کنٹریکٹ پالیسی کی بجائے Permanent policy مؤثر ہے۔ تو دلائل سے یہ ثابت کیا جائے کہ آج سے پہلے کنٹریکٹ پالیسی مثال کے طور پر نہیں تھی۔ ہمارے کتنے ہی Permanent Executives اور بڑے بڑے آفیسرز محکموں پر حاوی رہے ہیں، تو کیا انہوں نے کوئی تیر چلایا ہے، انہوں نے ان محکموں کو کوئی خاص محافظت، کوئی ڈسپلن اور کوئی ترقی دی ہے؟ اگر آج تک ایسا

نہیں ہوا ہے تو کیا آج ہم، مطلب یہ ہے کہ لکیر کے فقیر بنتے چلے جائیں۔ جو بات ایک آدمی کرے تو اس کے پیچھے سب ہی لگے رہیں۔ میں اسکو مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ پھر بھی اگر ہمارے معزز ممبران اور ایوان کے ہمارے قابل قدر بھائی اس پالیسی کو ایک فنی نقص سمجھتے ہیں۔ اور برہان اور دلیل کی بنیاد پر اس فنی نقص کو ثابت کرتے ہیں تو ہمیں اعتراف ہے، ہم ساتھ دینگے اور ہم اپنی ہی حکومت سے دردمندانہ اپیل بھی کرینگے کہ اسکا منصفانہ جائزہ لیا جائے۔ والسلام۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب! پوائنٹ آف آرڈر باندے زه یو عرض کوم جی چې مولانا صاحب خو ډیرے ښکلے خبرے اوکړے خو زه پوهه نه شوم چې ایم ایم اے حکومت دے ،دوی دعدل او انصاف خبرے کوی۔ او غریب خلق چې کوم کلاس فور دی هغه دو هزار میاشت۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: دا دهغه خپله نقطه نظر وو تاسو خپله نقطه نظر پیش کړو۔

جناب بشیر احمد بلور: نه جی نو غلطه خبره کوی۔ دلته به خوامخواه، پکار دے چې خلقو ته پته اولگی چې دا د انصاف حکومت دے حضرت عمر هغه خبره هیره شوه چې حضرت عمر صاحب په قمیص اچولو تپوس کوی چې دا څنګه دا قمیص واچولو هغه په یو Stage کښې دریاب باندے Direct زه دهغې ذمه وار یمه او لاړ شی یونیورسټی خلق۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: بشیر بلور صاحب پلیز۔ جی، اسرار اللہ گنڈاپور صاحب۔ اسرار اللہ گنڈاپور صاحب۔

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون) : میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ آپکے دوست۔

(قطع کلامی)

جناب بشیر احمد بلور: عدل و انصاف خو نه دے په دے حکومت کښې مولاناګان صاحبان داسے کوی نو۔۔۔

(قطع کلامی)

Mr. Speaker: No cross talks please,

میں نے اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب کو، میں نے اسرار اللہ خان گنڈاپور کو فلور دیا ہے۔

جناب بشیر احمد بلور: ایسا نہیں ہے کہ آپ غلط طریقے سے کلاس فور کے خلاف بات کریں، Permanent Policy کے خلاف بات کریں خدا کے لئے آپ اسلام کی بات کرتے ہیں تو اسلام کے نقطہ نظر سے ۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: میرے خیال میں بشیر بلور صاحب آپ نے اپنا مؤقف بیان کیا ہوا ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔

جناب بشیر احمد بلور: اگر میں بیٹھوں تو یہ بھی آرام سے بیٹھیں۔ یہی بات ہے

جناب سپیکر: آپ دونوں بیٹھ جائیں پلیز، ظفر اعظم صاحب آپ دونوں بیٹھ جائیں۔ ایک معزز رکن کو ان ۔۔۔۔

(قطع کلامی)

قاری محمد عبداللہ: میں مسلط نہیں کرنا چاہتا اپنی رائے کو میں نے صرف تو گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: ہر ایک ممبر کا اپنی رائے اس معزز ایوان میں بیان کرنا حق ہے۔ کوئی معزز ممبر دوسرے ممبر پر اپنی رائے Impose نہیں کر سکتا۔ جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: شکریہ جناب سپیکر، جناب سپیکر! مختلف حوالوں سے کنٹریکٹ پالیسی پر کافی لمبی بحث ہو چکی ہے اور میں بھی چند الفاظ کہنا چاہونگا۔ جناب سپیکر! کارل مارکس فلاسفر تھے انکی ایک کوٹیشن تھی کہ Revolution اور انقلاب جب آتے ہیں تو اس وجہ سے آتے ہیں جب ایک معاشرے میں Has اور Has not کے بیچ Gap زیادہ ہو جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ایک وہ طبقہ ہوتا ہے جس کے پاس سب کچھ ہوتا ہے۔ اور ایک وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ابھی اگر آپ اپنے ملک میں دیکھیں تو یہاں پر بھی جیسے جمشید خان صاحب نے کہا تین سٹائل کے سٹرکچر ہیں، ایک Permanent ، ایک کنٹریکٹ اور اسکے ساتھ ایک فکسڈ یہ وہ سٹرکچر ہے جناب سپیکر! جسکی وجہ سے ایک معاشرے میں استحصال ہو رہا ہے۔ یہاں پر Unemployment ہے۔ Unemployment کی وجہ سے آج لوگ Fixed پر بھی بھرتی ہو رہے ہیں۔ کل کو وہ -/1200 پر تھے اور آج وہ -/2500 روپے پر ہیں۔ جسکی وجہ سے جناب

سپیکر! فکسڈ، کنٹریکٹ اور Permanent کے بیچ Gap کافی حد تک بڑھ چکا ہے چونکہ یہ ایم ایم اے کی حکومت ہے۔ جناب سپیکر! اور بشیر بلور صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں صرف یہ اضافہ کرنا چاہونگا، یقیناً قاری صاحب اپنی جگہ پہ ٹھیک ہیں، جب وہ کہتے ہیں کہ ہمیں لوگوں کو جھوٹے خواب نہیں دکھانے چاہیں ہمیں صرف انکو یہ بتانا چاہیئے کہ آیا اس مسئلے کا حل موجود ہے۔ یہ ادارہ ایک وہ فورم ہے جہاں پر سارے صوبے کے معزز اراکین ہیں جو Cream ہیں۔ وہ یہاں پر اکٹھے ہیں۔ تو ہمیں اس مسئلے کا حل سوچنا چاہیئے بجائے اسکے کہ اپنا ایک دن اور لوگوں کا سارا ٹائم اس پہ ضائع کریں، لیکن بشیر بلور صاحب کی اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ جس معاشرے میں انصاف نہیں ہوگا اس میں یقیناً اداروں کا احترام بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں طرف سے یہ خواہش ہے کہ اس مسئلے کا ایک حل نکالا جائے اور جیسے فلاسفی کے حساب سے میں پھر کہنا چاہونگا ارسطو کے ٹائم پہ Slavery تھی جو ان سے پیچھے کے فلاسفر تھے وہ سارے اسکی مخالفت کرتے تھے لیکن جب ان کا ٹائم آیا تو انہوں نے اس غلامی کو Justify کیا تا کہ کل کو جو Gap ہے وہ زیادہ Increase نہ ہو۔ ہم بھی اس چیز کو سمجھتے ہوئے کہ جو کنٹریکٹ پالیسی ہے یقیناً Donors کا ہم پر پریشر ہوتا ہے یقیناً منسٹر کا پریشر ہوتا ہے۔ منسٹر کے ساتھ ساتھ 90% ہمارا بجٹ منسٹر پر Dependant ہے جسکی وجہ سے ہم آگے پیچھے نہیں جاسکتے۔ ہم جو بھی بات کریں یقیناً ہم مالیاتی اداروں کی وجہ سے مجبور ہیں۔ تو بجائے اسکے کہ ہم ریزولیوشن لائیں اور وہ ریزولیوشن لائیں جس سے یہ چیزیں آگے جا کر ٹھپ ہو جائیں، جیسے پہلے بھی ایک ریزولیوشن آئی تھی۔ مکان اور جائیداد کے لئے تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اس چیز کو ہم سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیں، وہاں پر اپوزیشن کے اراکین بھی ہوں۔ وہاں پر گورنمنٹ کے اراکین بھی ہوں اور بجائے اس کے کہ کل ہم باہر نکلیں اور اپنی عوام کو یہ کہیں کہ ہم آپ کے لئے آواز اٹھا رہے ہیں۔ اور ہمیں خود بھی پتہ ہو کہ اس آواز کا کچھ بھی نہیں ہونے والا تو جناب سپیکر Solution کے لئے جیسے کاشف اعظم نے کہا اور باقی چند دوستوں نے کہا کہ اسکا ایک Solution نکالا جائے بجائے اسکے کہ ہم اس چیز پہ بار بار بحث کریں اور آخر میں کوئی حل نہ نکلے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

مولانا محمد ادریس: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جناب سکندر خان شیر پاؤ صاحب، جناب سکندر خان شیر پاؤ صاحب۔

جناب سکندر حیات خان: ډیره مهربانی جناب سپیکر، جناب سپیکر! په کنټریکټ پالیسی باندے خو ډیرے زیاتے خبرے اوشولے او زما دلته کښې موجود معزز ممبرانو صاحبانو ډیرے ښه طریقے سره خپل مؤقف بیان کړو زما نن دا اراده وه چې زه به په دے باندے شاید تقریر به نه کوم ځکه چې ما واوریدل زیات تر مواد دغه شوے وو خو کله چې قاری صاحب خپل تقریر اوکړو نو ماوائیل چې یار کیدشی، پکار دے چې دے کښې بعضے داسے پوائنټس دی چې هغه رامخامخ شی او هغه دغه شی نو بیا به دا مسئله به چې ده دا به مونږه ته لږ نور ښه طریقے سره به مونږه پرے پوهیږو او بیا به پرے څه فیصله کولے شو جناب سپیکرزما دوه ممبرانو اسرار خان او قاضی اسد صاحب هم خپل تقریر کښې دے طرف ته اشاره اوکړه۔ چې دا اصل مسئله چې ده هغه د اکنامک مسئله ده کنټریکټ پالیسی چې کوم دغه دپاره جوړه شوے وه، مقاصد دپاره جوړه شوے ده۔ هغه خو دا وه چې دا دغه چې دے پبلک سروس کمیشن چې کوم Lengthy process وو کوم دهغې اوږد دغه وو دهغې یو بائی پاس کولو دغه وو۔ خو د دے کله هم دا مقصد نه وو، چې دے خلقوته په یو Pay structure باندے یا یو ځائے کښې ساتل دپاره دغه نه وو۔ دا دهغې هغه Lengthy process avoid کولو دپاره چې دا د اوشی چې څه Jobs د Create شی او دغه د کړے شی خو جناب سپیکر! بیا Successively دا غلط طریقے سره استعمال شوے دے۔ او غلط داسے طریقے سره استعمال شوے دے چې دا دے طرف ته استعمال شوے دے چې یره مونږه د پنشن نه ځان خلاص کړو، مونږه د دے نه ځان خلاص کړو چې دے سره دا اخراجات څه طریقے سره کمے پکښې دغه راولو دوی له کم مراعات ورکړو او دے لحاظ سره به مونږه نور Job create کوؤ۔ او دا چې دے نور Employment به دغه کیږی خو جناب سپیکر! دایو غلط Concept دے یو غلط دغه دے، په دے لحاظ سره چې تاسو سره کوم Existing ملازمین دی کوم Existing structure دے هغې کښې څنګه چې زما نورو رونړو په دے طرف باندے خبره اوکړه چې درے Classes جوړ شوی دی مونږه پخپله په دے کښې په Distinction راولو لګیا یو، هغې کښې طبقے جوړو۔ نو آیا دا ددے Job environment دپاره او زمونږ د Efficiency دپاره به ښه وی او که ښه به نه

وی،په دے څیز باندے سوچ کول پکار دے۔ورسره ورسره جناب سپیکر!دے طرف ته هم سوچ کول پکار دی چې یو طرف ته خو مونږه دا وایو چې مونږه دا غواړو چې زمونږه محکمے چې دی دا دے په ډیر ښه انداز کښې کارکردګی اوکړی،زیاته ښه دغه دے اوکړی،ملازمین چې دی،هغوی دے زیات توجه عوامو مسائلو حل کولو له ورکړی او خپل فرائض دے صحیح طریقے سره سرانجام کړی۔او دوئیم طرف ته مونږ هغوی لهJob securityنه ورکوؤ مونږه هغوی له د پروموشن یا د مخکښې تلو یو چانس نه ورکوؤ۔مونږه هغوی له د ټرانسفرز یا نور داسے مراعات نه ورکوؤ۔نو جناب سپیکرهغوی به څنګه دا فرائض سرانجام کړی۔په Contractباندے چې کوم ملازمین بهرتی شی جناب سپیکر نو هغه او د یو ریګولر(Regular)ملازم کښې تاسو اوګورے نو ډیر فرق دے پکښې۔Contractوالا ته هر وخت دا یره وی چې یره مانه به سحر له دا نوکری ځی،کال پس به زما دا Contractپوره کیږی،دوه کاله پس به زما دا Contractپوره کیږی او یو لحاظ سره به زه دا اووائیمه چې د شروع نه،داولنے ورځے نه د هغه د نیمے نه زیاته توجه دے طرف ته وی چې یره څه چل داسے اوکړمه چې یا خو دا خپل Contract Regularizeکړمه یا دے داسے اوشی چې Extendشی۔نو د هغه نیم Energyهغې طرف ته ضائع کیږی او نیمه Energyهغه خپل کار طرف ته ورکوی۔ بیا دغه شان جناب سپیکر!چې کله د Payخبره راشی نو دهغه Fixed payوی هغه ته پته وی چې ددے نه زیات زما دغه نه شی کیدے۔نن صبا چې کوم،خاص کر چې دا د کلاس فور دا تاسو اوګورے په پچیس سو(2500)تنخواه کښې زما خیال دے ډیر په مشکله به پکښې د هغوی ګزاره کیږی او هر څوک چې دے په قرضو نو باندے دغه کیږی۔یو کس چې په قرضونو کښې ډوب وی،یو کس چې خپل د کور خرچ نه شی برداشت کولے ،دخپلو بچو دغه نه شی کولے هغه به څنګه هغه خپل فرائض انجام کړی۔مونږه یو طرف ته دا وائیو چې مونږه دا غواړو چې کرپشن دے ختم کړے شی بل خوا ته مونږه خلقو ته Job securityنه ورکوؤ،هغه دغه نه ورکوؤ چې هغه دے ددے دغه نه راوځی نو بیا په دے ملک کښې څنګه کرپشن ختمیږی،او دا څیزونه به ختمیږی۔جناب سپیکر!دے طرف ته زما دا دغه دے چې قاری صاحب هم خبرے اوکړے ذه دے

طرف ته د ټول ایوان توجه راګرځول غواړمه چې جناب سپیکر!آیا دے وخت کښې مونږ ته پته ده چې کوم حالات دیLaw investment زمونږه دے صوبے کښې نشته دے۔Economic activitiesهغه شانته نشته دے زمونږه دغه نه جوړیږی لګیا دی۔څنګه چې قاضی اسد صاحب دے طرف ته اشاره کړے ده چې تر څو پورے Investmentنه راځی،تر څو پورے چې هغه دغه نه کیږی نو دلته کښې به نور Jobsنه Createکیږی،هغه چانسز چې ترڅو پورے نشته دے نو پکار خو دا وه چې دا کوم ملازمین دے وخت کښې مونږ سره شته مونږ ته پته ده چې نورو دپاره هغه شان Jobsمونږ لا نه شوCreateکولے نو چې دا کوم شته دے نو د دوی دپاره چې At leastداسے یوEnvironmentجوړ کړو،دوی له یو داسےPay structureورکړو،دوی له خو داسے دغه ورکړو چې دوی خو هغه خپل دغه صحیح دغه کولے شی۔بل دادے که دوی له تاسو زیات مراعات ورکړے نو دے سره به Purchasing power زیاتیږی،هغوی به زیات خرچ کولے شی او بیا دEnvironment هغه فارموله ده چې بهئ چې خلق Investmentکوی هغوی اخلی نو هغه شان به نور Jobs createکیږی او یو سلسله به Startکیږی۔نو جناب سپیکر!دے طرف ته توجه ورکول پکار دی۔ په اکتوبر کښې چې الیکشن اوشو او د ایم ایم اے حکومت چې راغے یو ډیر دغه Majorityسره راغے د خلقو ددوی نه دا توقعات وو چې دوی به دعوامو مسائل حل کوی نن جناب سپیکر!خلق هغه غواړی چې د هغوی هغه مسائل دے هل کړے شی۔لس میاشتے تیرے شوے تر اوسه پورے مونږ ته څه ښکاره نه شو عوام چې دے هغوی هغه خپل هغه دغه غواړی لګیا دی چې بهئی زمونږه چې کوم توقعات وو زمونږه چې کوم ددوی نه دغه وو هغه دے پوره کړی هغه تر اوسه پورے څه ښکاره شوی نه دی۔نن دوی دا اوس یو موقع ملاؤ شوے ده دا Contractملازمین دےPermanentکړی،ځکه چې روزګار نه شی ورکولے نو At leastدا خو دے Permanentکړی نو دے خلقو ته خو څه تسلی ملاؤ شی څه به ورته ملاؤ شی دے سره زمونږه د صوبے لکهونه خلق وابسطه کړی

(تالیاں)

Mr. Speaker: Thank you.

جناب سکندر حیات خان: نو جناب سپیکر! دا یو موقع دہ او کہ دا دوی ضائع کړله نو بیا بہ ئے عوام کله هم نه معاف کوی۔
Mr. Speaker: The House is adjourned for tea break.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کے لئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ محترمہ نگہت اورکزئی صاحبہ! کچھ تو بولنا چاہیئے جمود کو توڑیں، جمود کو توڑیں پلیز۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: بہت بہت شکریہ جی۔ سر! ایک تو بات یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اس وقت مجھے باری دیتے ہیں جب یا تو میری تیاری نہیں ہوتی اور یا پھر ہاؤس خالی ہوتا ہے۔ کوئی سننے والا ہی نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: نہیں، ماشاءاللہ آپ بالکل Extempore بول سکتی ہیں، آپ کو تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب آپ کی گرجتی برستی آواز معزز اراکین اسمبلی سنیں گے تو ان شاءاللہ جوق در جوق اس ایوان میں داخل ہونگے، ہاں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: میں آپ کی وساطت سے جو باہر بیٹھے ہوئے اراکین اسمبلی ہیں، ان سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ وہ آئیں اور اپنے منسٹر صاحب کی تقریر سنیں کہ ہم نے کنٹریکٹ پر جو تقاریر کیں ہیں اس بحث کا خلاصہ ہوگا جو وہ جواب دیں گے تو اس کو سنیں کیونکہ ہم لوگ بھی اسی لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب زر گل خان صاحب، جناب زر گل خان صاحب۔

جناب زر گل خان: تھینک یو سر۔ جناب سپیکر! پہ Contract policy باندے خو ډیرے خبرے اوشولے او ددے بارہ کښې کہ اجازت راکوے چې دا Wind up speech زہ دغہ او کړمہ چې پاس کوؤ ئے او دوزیر اوځی۔ (قہقہے) عوام د ایم ایم اے نہ جی دا توقع کوی او ایم ایم اے لہ چې (mandate) ورکړے دے هغہ دے عوامو ورکړے دے، هغہ نہ World Bank ورکړے دے او نہ IMF ورکړے دے۔ نو کہ هغوی Dictation ورکوی صبا بہ ایم ایم اے هم دغے عوامو لہ ځی نو پکار دہ جی چې هغہ ددے غریبو عوامو دا مطالبہ چې دہ جی چې دا د منظورہ

کړی او د World Bankاو IMFپهDictationباندے عمل درآمد نه کوی سر۔
تھینک یو سر۔
جناب سپیکر: شکریہ۔ شہزادہ جناب محمد گستاسپ خان صاحب۔
شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): انور کمال صاحب بہت چاہتے ہیں کہ میں بھی اس پر کچھ کہوں۔ سر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع اس کے باوجود بھی دیا کہ میں۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب عبدالاکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔
جناب سپیکر: جی۔
جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں Rule-240کے تحت نوٹس دیتا ہوں کہ Rule 124کوSuspend کیا جائے اور مجھے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: جناب شہزادہ محمد گستاسپ خان صاحب۔
جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر پہلے آپ اس ہاؤس کوPut کریں، اگر ہاؤس اس کوReject کرتا ہے تو۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: جناب شہزادہ محمد گستاسپ خان صاحب۔
جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! آپ کیوں نہیں کرتے ہیں۔ جناب سپیکر!
جناب سپیکر: Debateاس پر جاری ہے نا۔
جناب عبدالاکبر خان: نہیں، میں وہ نہیں کرنا چاہتا۔
مولانا عصمت اللہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے جناب سپیکر صاحب کورم پورا نہیں ہے۔

(اس مرحلہ کورم کی نشاندہی کی گئی)

جناب سپیکر: (سیکرٹری اسمبلی سے مخاطب ہوتے ہوئے) آپ گن لیں پلیز۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا ہے۔ جناب شہزادہ صاحب۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سر! اس Subject پر کافی تقاریر ہو چکی ہیں اور انور کمال صاحب جیسی عالمانہ اور فاضلانہ شخصیت اپنے خیالات کا یہاں پر اظہار کر چکی ہیں۔ جناب عبدالاکبر خان صاحب نے بھی اپنی رائے کا اس پر اظہار کیا ہے۔ سر! ہماری Policies کے بارے میں جس طرح کہ زرگل صاحب نے کہا کہ بے شک ہم پر Pressures ہوتے ہیں، بے شک ہمیں بہت ساری چیزوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے لیکن ساتھ ہمیں وہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیئے جو ہمارے حالات کے مطابق ہو۔ اگر ہمارے صوبے میں Policies ہمارے اپنی حالات کے مطابق ہیں اور دوسری باتوں کو بھی ہم مدنظر رکھیں تو میرے خیال میں ہم بہتر Polices ترتیب دے سکتے ہیں۔

Mr. Speaker: Malik Zafar Azam for Winding up Speech.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! نہیں، یہ تو حکومت کو بچانے کے لئے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے ان کو Winding speech کے لئے فلور دے دیا ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: دیکھیں جناب سپیکر! میں نے تو یہ پوائنٹ آف آرڈر پہلے اٹھایا تھا اور رولز کے تحت میں Bound ہوں۔ اگر اسمبلی نے مجھے اجازت نہ دی۔ (مداخلت) آپ نے ان کو فلور میرے پوائنٹ کے بعد دیا ہے۔ اس وقت تو یہ تھے ہی نہیں۔

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون و صنعت): جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: جی، ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون و صنعت: جناب سپیکر! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جناب سپیکر صاحب! عبدالاکبر خان صاحب کے متعلق میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ کبھی بھی چائے کے وقفے میں دیری کا تو ہمارا خیال ضرور رکھیں گے۔ لیکن ہماری غیر حاضری کا فائدہ اٹھانے کا، چلیں عبدالاکبر خان ٹھیک ہے۔ جناب والا! یہ ایک اہم موضوع ہے اور ایک ایسی بات ہاؤس کے سامنے اور عوام کے سامنے لائی گئی ہے جو کہ 1985ء میں حکومت کے زیر غور آئی تھی اور اس پر مسلسل تقریباً چھبیس جنوری 1998ء کو غور و خوص کے بعد ایک پالیسی سامنے آئی جسے ہم Contract policy کہتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں اس کے بارے میں کچھ

کہوں۔ میں اس ہاؤس اور اس ہاؤس کے ذریعے عوام کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ موجودہ Financial year 2002 میں پنشن کی مد میں اس صوبے نے تین ارب روپے ادا کئے ہوئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر پارلیمانی امور کے فون کی گھنٹی بجنا شروع ہوئی)

جناب سپیکر: وزیر صاحب سے موبائل فون لے لیں۔

(اس مرحلے پر وزیر صاحب سے موبائل فون ضبط کیا گیا)

(تالیاں)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: جناب یہ مجھے عطا فرمائیے، مجھے اس کی ضرورت ہے۔

(قہقہے)

وزیر قانون وصنعت: چونکہ میں Chair کی Ruling کی پابندی کرتا ہوں، میری طرف سے تو چلا گیا خواہ وہ کسی کو دینا چاہیں یا جو بھی حاصل کرنا چاہے تو یہ Chair کی مرضی ہے وہ جس طرح چاہیں کر لیں۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ 2002ء میں Pension کی مد میں اگر ہمارے حضرات اس کو تھوڑا غور سے سنیں چونکہ یہ۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز آرڈر، پلیز۔ انتہائی اہم تقریر ہے اور میرے خیال میں آپ کے ہر ایک نکتے کا جواب موجود ہوگا تو آپ غور سے سنیں اور یہ آئندہ کے لئے ان شاءاللہ، Policy statement ہوگی اور اس کے تحت روشن مستقبل کا تعین ہوگا ان شاءاللہ۔

وزیر قانون وصنعت: تو سپیکر صاحب! میں ان سے توقع رکھ سکتا ہوں کہ یہ ہماری بات بھی غور سے سنیں گے، ایسا نہ ہو کہ عوام کے سامنے یہ بات چلی جائے کہ یہ تو ہم نے سنی ہی نہیں تھی۔ پھر یہ ان کے لئے بھی مصیبت ہوگی اور اس ہاؤس کے لئے بھی اور پھر آئندہ کے لئے یہ ایجنڈے کا آئٹم بنے گی۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 2002ء کے لئے تین ارب روپے ہم نے Pension کی مد میں ادا کئے ہیں آج کل Pension able لوگ جتنے بھی ہیں، تقریباً ایک لاکھ اور Something ریٹائرڈ لوگ ہیں۔ تو ان کی فگرز کو اگر ہم تین چار سال کے لئے اور بھی بڑھائیں تو میرے خیال میں اور میرے Calculation اور صاحب رائے لوگوں کے خیال میں صوبہ سرحد کے بجٹ میں A.D.P کے لئے بھی پیسہ نہیں رہے گا تو یقیناً

عبدالاکبر خان کے ساتھ میں اس پر متفق بالکل نہیں ہوں کہ آج کا سوچیں 20 سال کو پیچھے چھوڑیں۔ ایم ایم اے کی پالیسی Long term پر منحصر ہے۔ Short term پالیسی نہ ہمارے پاس ہے اور نہ ہم Short term policy پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ صوبہ کسی نے چھوڑا ہمارے لئے اور ہم چھوڑیں گے دوسروں کے لئے۔ اگر ہم یہ سوچیں کہ ہم اپنا کریڈٹ حاصل کر کے اور آنے والوں کے لئے مصیبت ڈال دیں اور اس سے پچھلے آنے والوں کے لئے پھر ADP کا پیسہ نہ ہو تو یہ سراسر ہمارے منصب کے اور ہمارے فرائض کے ساتھ ایک غفلت ہو گی اور اس صوبے کے مفاد اور صوبہ کے عوام کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔ ایک طرف تو ہم رو رہے ہیں، جس طرح قاضی اسد صاحب نے فرمایا کہ آج کل جب ہم، یقیناً انہوں نے ٹھیک فرمایا، آج کل جب ہم گلیوں میں جاتے ہیں تو گلیوں میں نہ تو کوئی Pavement of street کا بولتے ہیں، نکلے کا نہ سڑک کا پوچھتے ہیں اگر پوچھتے ہیں تو بے روزگاری کا پوچھتے ہیں کہ ہم بے روزگار ہیں، ہمارے بچے کو نوکری دو بلکہ Even though میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ صوبائی اسمبلی کا ہر ایک معزز رکن اس کی تصدیق کرلے گا کہ وہ جہاں پر بھی ووٹ مانگنے گیا ہے تو ان کے سامنے یہ تکلیف اپنے بچوں کی، اپنی تعلیم کی، اپنی غریبی میں بچوں کو پڑھانے کی، یہ تکلیف ان کے سامنے رکھی گئی ہیں کہ خدارا جب آپ کو Power ملے، جب بھی آپ اوپر جائیں گے تو ہمارے بچوں کے لئے کوئی روزگار تلاش کرلیں۔ میرے خیال میں میں حق بجانب ہوں کہ ان لوگوں سے میں یہ پوچھوں کہ آیا صوبہ سرحد جب کہ ہمارے سب معزز اراکین کے علم میں ہے کہ صوبہ سرحد کی اپنی Generation جو ہے وہ Ten percent ہے اور Ninety percent ہم دوسروں پر انحصار کر رہے ہیں۔ تو یقیناً وہ اس طرف آئیں گے کہ جب ہماری Ten percent generation اور ہماری پنشن کا لوڈ ہمارے صوبے پر اتنا بڑھ رہا ہے تو کیا یہ پالیسی ان کے عوام کی، نوکریوں کے لئے متلاشی لوگوں کے لئے بہترین ہے یا نہیں؟ اگر ان لوگوں کو یہ اعتراض ہے کہ ان لوگوں کو کچھ نہیں دیا گیا۔ ہم لوگوں نے صرف اور صرف پنشن کی مد میں ان کی کٹوتی کی ہوئی ہے۔ یہ سر! آپ دیکھ سکتے ہیں ہماری پالیسی جو عبدالاکبر خان صاحب نے بھی Quote کی ہے۔ میں اس کی تھوڑی سی، Contractual policy 2002۔ سر! اس میں آپ دیکھیں، اس میں جو مراعات ہیں ماسوائے پنشن کے، سب ان کو میسر نہیں؟ Annual increments ان کو ملیں گے، After completion of one year of service. No. 2. Conveyance allowance as per rule.

جس طرح سروسز رولز میں ہے۔House rentاسی طرح ملے گاLeaveاورT.A. / D.Aاسی طرح ملے گا جی۔Medical allowanceاسی طرح ملے گا۔Contract periodوہ کم سے کم Three yearsہو گا۔ اچھا جی، اس میں میں آپ کو ایک بات اور بتاؤں کہ ان لوگوں کو اسی طرح Terminateنہیں کیا جاسکتا جس طرح لوگوں کو تاثر دیا جارہا ہے کہ بھئی آئیں اور پھر اس کو کہا کہ باہر نکلو، بس، آپ کا کنٹریکٹ ختم ہو گیا ہے۔ نہیں، یہاں پر ہم نے لکھا ہوا ہے Two months notice with salary, two months beforeان کو نوٹس ملے گا جن کوTerminate کیا جارہا ہے۔ Trainingمیں وہی سہولت ہم نے دی ہوئی ہے جو سہولت Regularکو میسر ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں Sub section (10) میں Training opportunity : Equal opportunity of training local and self enhancement will be provided to the contract employeeسر!

اس کے بعد آپ دیکھیں جی ہمیں اس صوبے کا حق بخوبی علم ہے، ایم ایم اے کی گورنمنٹ کو کہ ایک بندہ جب After 25 yearیعنی 55،60،65 سال کی عمر میں جب ریٹائرڈ ہو گا تو اس کے لئے کچھ نہ کچھ Umbrellaہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ یہ تصور کرے کہ ہم جب ریٹائرڈ ہونگے تو ہمیں بھی کچھ ملے گا جس سے کچھ کاروبار شروع کرینگے تو اس بابت میں ہم نے ان کو بنوولنٹ فنڈ میں بھی مکمل جو ریگولر سول سرونٹس کے حقوق ہیں وہی ہم نے انہیں دیئے ہوئے ہیں۔ اور اس طرح جو پانچ پرسنٹ Contributory fundکا ہے تو پانچ پرسنٹ ان سے کٹوتی ہو گی اور پانچ پرسنٹ گورنمنٹ اس میں Share کرے گی اور ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد ان کو مکمل تحفظ ہم نے دیا ہے۔ اس طرح میں آپ کو بھی بتاتا چلوں کہ ایم ایم اے کی گورنمنٹ کے آنے سے پہلے ان کے 1800اورSomething like thatان کی Salary تھی، ایم ایم اے کی گورنمنٹ نے 2500تک Fixedپہنچایا اور اب ہماری کیبنٹ نے، ہمارے معزز اراکین اسمبلی کی آرا کے بعد ہم نے اپنی کیبنٹ میں محکمہ خزانہ کو ہدایت کی ہے کہ اس Fixedکو 2500کی بجائے 2800تک بڑھایا جائے۔ تو آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ With all these allowancesاور 2800روپے جو Fixانہیں ملتی ہے، Fixedمیں میں یہ عرض کرتا چلوں کہ یہاں Fixedکی Definitionسب کو معلوم ہے کہ Fixed تنخواہ کن کن لوگوں کو دی جاتی ہے۔ مالی، چوکیدار یہ جو کلاس فور کی پوسٹیں ہیں۔

ایک بات میں آپ کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ یہی پوسٹیں ایک آدمی کو اس کے گھر میں ایک پوسٹ ملتی ہے، سکول میں، ٹیوب ویل پر اور ہسپتال میں چوکیداری کی تو کیا اس کو House rent دینا جائز ہے؟ جب کہ اس کا گھر بھی ادھر ہی ہے اور اسے نوکری انہی Terms and conditions پر دی جاتی ہے اور لوگ بھی برا مانتے ہیں کہ ایک کلاس فور کو کرک سے لا کر دیر میں بھرتی کیا جائے دیر والے کو لا کر پشاور میں، اسے ہم لوگ اور عوام بھی برا سمجھتے ہیں اور اسی طرح ایک Precedent ہے کہ ہم کلاس فور کو اس کے اپنے ہی آبائی گاؤں اور اپنے گھر کے نزدیک لگاتے ہیں تو کیا اس بندے کو House rent دینے کی حکومت مجاز ہے جی؟ جبکہ Fixed والے کو ہم نے Terms and conditions دی ہوئی ہیں کہ آپ کو ان Terms and conditions پر نوکری دی جارہی ہے تو جناب والا! یہ کنٹریکٹ پالیسی کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے کہ وہ صرف صوبہ سرحد میں ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں، آپ دنیا میں دیکھ لیں، دنیا میں یہی رواج ہے کہیں پر مستقل اور کہیں پر عارضی ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر U.N.O کو آپ لے لیں وہاں پر مستقل آسامیاں بھی ہیں اور عارضی آسامیاں بھی ہیں۔ سر! وہیں پر۔ (مداخلت) نہیں پراجیکٹ میں نہیں۔ آپ ثابت کر لیں کہ وہ پراجیکٹ میں ہیں۔ آپ کو ثابت کر سکتا ہوں کہ وہ پراجیکٹ میں نہیں ہیں۔ تو سر! وہاں پر بھی کنٹریکٹ کی پالیسی ہے اور ایسی پالیسی بھی ہے۔ دوسری بات میں یہ تسلیم کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوں کہ اس پالیسی کی وجہ سے ہماری تعلیم تباہ ہو جائے گی۔ اس پالیسی کی وجہ سے ہمارے ہاسپیٹلز تباہ ہو جائیں گے تو میں کیا ان سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب نہیں ہوں کہ جو پبلک سکولز ہیں، جو پرائیویٹ سکولز ہیں تو وہ کیوں چل رہے ہیں، انکے Result کیوں اچھے ہیں؟ انکو لوگ ترغیب کیوں دے رہے ہیں، انکو لوگ پانچ ہزار، چھ ہزار، بارہ سو، تیرہ سو، ہزار روپے فیس کیوں دیتے ہیں جبکہ وہاں پر بھی لوگوں کو کنٹریکٹ پر بھرتی کیا جاتا ہے۔ اور میں اس لئے حق بجانب ہوں کہ ایل آر ایچ کے بجائے جو ابھی ہاسپٹل بنا ہوا ہے ہمارے حیات آباد میں۔۔۔

جناب سپیکر: آر ایم آئی۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سر! ایک سوال۔۔۔

وزیر قانون: تورحمان ہسپتال میں لوگ کیوں جاتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف: یہ مدلل وضاحت کر رہے ہیں، ہم بڑا اسے Enjoy کر رہے ہیں لیکن ہمیں یہ بھی اسی میں بتادیں کہ پرائیویٹ سکولز میں اور Contract employee میں انہوں نے جو Example دی ہے یہ کس قسم کی Example ہے ہمیں سمجھ نہیں آئی۔

وزیر قانون: آپکے علم میں تو ہو گا لیکن شاید گستاسپ صاحب کے علم میں نہ ہو۔ جناب والا! کنٹریکٹ پالیسی ڈسکس ہو رہی ہے، پرائیویٹ سکولز میں جو لوگ رکھے جاتے ہیں، جو ماسٹر حضرات، جو اساتذہ حضرات رکھے جاتے ہیں وہ انہی Terms and conditions پر رکھے جاتے ہیں۔ تو خدارا آپ جب کنٹریکٹ پالیسی کو ڈسکس کرتے ہیں تو آپ جا کر دیکھیں کہ جہاں پر کنٹریکٹ کام ہو رہا ہے ان انسٹی ٹیوشنز کا انکو پتہ ہونا چاہیئے۔ وہ اسی کنٹریکٹ پر بھرتی ہوتے ہیں اور جو بھی سکول کا مالک ہوتا ہے، جو بھی ہاسپٹل کا مالک ہوتا ہے اسکو یہ جواز حاصل ہے اور وہ کسی بھی وقت کسی کو بھی Terminate کر سکتا ہے۔ ابھی آپکی سمجھ میں بات آ گئی ہو گی۔

Mr. Speaker: Please address the Chair.

وزیر قانون: اچھا۔ تو یہی بات میں آپکو بتانا چاہ رہا تھا۔

جناب سپیکر: جی As an Industries Minister آپکی کیا Planning ہے بیروزگاری Unemployment ختم کرنے کے لئے؟

وزیر قانون: میں اسی سائیڈ پر آرہا ہوں، لیکن اگر آپ Short کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

وزیر قانون: تو میرے خیال میں ہمارے جو۔۔۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جھگڑا صاحب؟

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: نہیں جی، یو معمولی غوندے Observation دے کہ اجازت راکوئی جی؟

جناب سپیکر: جی۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: هغه دوئی د رحمان میډیکل کمپلیکس اووئیلے نو هغه هم ټول ډاکټران زمونږ د ایل آر ایچ، خیبر او هغې نه تلی وی او هلته Employ

شوی دی۔ لکه هغه د بهتر نه خو نه دی راغلی۔ Those who were the most experienced Doctors نو هغه هلته کښېنې ناست دی جی۔ دا دے لږ مد نظر ساتی۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب، آپ Interruption نہ کریں۔ پلیز۔

وزیر قانون: میں جھگڑا صاحب کی Interruption کا بڑی خوشی سے، مجھے خوشی ہوتی ہے کیونکہ انکی ہر وقت Suggestion جو ہوتی ہیں۔ وہ بڑی سنجیدہ اور سلجھی ہوئی ہوتی ہیں، یقیناً انہوں نے جس طرف اشارہ کیا ہے وہ بھی ٹھیک ہے۔ تو سر! میں اس بابت میں یہ عرض کرتا چلوں۔ کہ آپ نے اس صوبے میں بیروزگاری اور اس معاشی بدحالی کے متعلق کہا۔ لیکن اس سے پہلے جناب کہ میں اس صوبے کی معاشی بدحالی کے متعلق کچھ کہوں میرے خیال میں یہاں پر ہمارے ہاؤس کی اچھی آرا سے ہم نے اس پالیسی میں بہت امنڈ منٹس کی ہیں تو اسی طرح ہماری ایم ایم اے کی گورنمنٹ کو بھی یہ احساس ہے، ایسا نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں سے غافل ہیں۔ ہمیں بھی یہ احساس ہے کہ اگر پنشن ختم کی جائے، ابھی تک ہمارے ذہنوں میں، ہمارے دلوں میں اور ہماری بحث مباحثوں میں یہی بات چل رہی ہے کہ اگر پنشن ختم کی جارہی ہے یا ختم کی جاچکی ہے تو ان لوگوں کو جنکی ختم کی گئی ہے، انکو سماجی تحفظ کس طرح دیا جاسکتا ہے تو ہم اس منصوبے پر سوچ رہے ہیں کہ کسی طرح سوشل سیکورٹی کا نظام ان لوگوں کے لئے متعارف کروایا جائے تاکہ انکو Old age benefit۔ مل سکے اور انکو جو سب سے زیادہ پرابلم ہے، دنیا بھر میں ہے، انکو Medical Facilities حاصل ہو جائیں۔ جناب والا! جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ صوبہ سرحد ملازمین اور سرمائے کی نسبت سندھ اور بلوچستان سے کئی گنا پیچھے ہے۔ ایک تو وہ ہمارے صوبے سے زرعی اور صنعتی شعبے میں بہت آگے جاچکے ہیں۔ دوسری طرف unfortunately جو مراعات صوبہ سرحد کو گدون کی شکل میں دی گئی تھیں اور وہ جس طرح بھی دی گئیں تھیں اسی طرح اس صوبے سے زیادتی کرکے واپس لے لی گئیں جس کی وجہ سے صوبہ سرحد صنعتی قبرستان بن چکا ہے۔ اس بارے میں آپ کے علم میں ہے کہ ہم لیاقت جتوئی اور گورنر صاحب کو گدون آمازئی لے گئے اور وہاں پر گدون آمازئی کو Processing zone declared کروایا۔ اور ڈی آئی خان کے لئے ایک سمری بنا کر بھیج دی۔ لیکن مجھے یہ یقین ہے کہ آج کل جتنے لوگوں کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے تو آئندہ چند سالوں میں اگر حالات پرامن رہے تو یہ گیٹ وے نہیں بلکہ گولڈن

گیٹ وے ہوگا۔ وسط ایشیاء کا۔ کیونکہ ہمیں مختلف جگہوں سے Offer آرہی ہیں کہ ہم انڈسٹری بنارہے ہیں، ہم فلاں چیز میں، مجھ سے بذات خود Sick units کی لسٹ مانگی گئی ہے اور وہ پنجاب اور سندھ نے مانگی ہے کہ ہم آنا چاہتے ہیں اور انکو دوبارہ چالو کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! میں اپنی طرف سے اور ایم ایم اے کی طرف سے یہ گزارش کروں گا سب لوگوں اور معزز اراکین سے کہ وہ ساٹھ ٹن پر نہ سوچیں۔ اگر صوبے کے مفاد ہو صوبے کی Long Terms Policy کے مفاد میں ہو کہ انکو پنشن کے بوجھ سے چھٹکارا دلایا جائے۔ کبھی بھی اس میں ہمارے دروازے یا اپوزیشن کے دروازے بند نہیں ہو سکتے۔ جتنی بہتری ہم اس پالیسی میں لاسکیں اور جتنی مراعات، ہم سے ہو سکیں۔ ہم ان غریب لوگوں کو دے سکیں، ایم ایم اے کی گورنمنٹ ایسے تجاویز کو ہر وقت ویلکم کرے گی۔ لیکن اگر اس صورتحال میں ہم یہ سوچیں کہ ہماری جو یہ کنٹریکٹ پالیسی ہے یہ آج کی نہیں ہے۔ 1985 سے لوگ اس پر مسلسل، دانشور عوام، ہمارے معزز اراکین جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی گورنمنٹ، ان سے آگے کی گورنمنٹ، ان سب لوگوں نے اپنے اپنے وقت پر اس کو صحیح تسلیم کیا تھا لیکن یہ ایک وطیرہ رہا ہے کہ جب ادھر ہوں تو یہ پالیسی ٹھیک ہے۔ جب ادھر ہوئے تو یہ پالیسی غلط ہے۔ لیکن جب یہ پالیسی 1985 میں بنی تھی۔ اور اس پر۔ (تالیاں) 26 اگست 1998 تک بحث و مباحثہ ہوا تو وہ اسی وجہ سے ہوا ہے کہ ہم غریبوں کو کس طرح وہ مراعات دے سکتے ہیں۔ میرے خیال میں سب سے پہلے یہ ایم ایم اے کی گورنمنٹ ہے اور اسی ایم ایم اے کی گورنمنٹ نے ان لوگوں کو Contributory fund میں بھی حصہ دیا ہے، بنوولنٹ فنڈ میں بھی حصہ دیا اور ٹریننگ میں بھی حصہ دیا ہے، ہاوس رینٹ، میڈیکل یہ سب کچھ دیکر آپ خود سوچیں کہ ابھی اس پالیسی پر اور ہم کیا کر سکتے ہیں اگر انکے پاس کوئی اور بھی مثبت تجاویز ہوں تو انکے لئے بھی ہم بالکل کشادہ دلی سے ویلکم کرینگے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جی عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں آنریبل منسٹر کا، کہ ہم نے جو پوائنٹس اٹھائے انکا انہوں نے انتہائی تفصیل سے جواب دیا۔ لیکن ہم نے بھی یہ عرض کیا تھا کہ اگر آپکو پنشن، جس طرح انکی ساری

تقریر کا لب لباب یہ ہے کہ صوبے کے وسائل ہمیں اب پنشن کی ادائیگی کی اجازت نہیں دیتے، ہمارے جو وسائل ہیں وہ ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم پنشن دیدیں یا دے سکیں۔ پہلے سے جو دے رہے ہیں وہ تو دے رہے ہیں لیکن نہیں، ابھی نہیں دے سکتے۔ اور پھر انہوں نے خود تسلیم کیا کہ ہم نے Contract Employees کو Regular Employees سے تھوڑی سی زیادہ مرعات بھی دی ہیں بلکہ تقریباً وہ جو مراعات Regular Employees کو مل رہی ہیں وہ انہیں بھی مل رہی ہیں بلکہ انکو تھوڑی سی زیادہ مل رہی ہیں۔ تو پھر تو بات ہی ختم ہوگئی جناب سپیکر! ہمارا Contention تو یہی تھا۔ جس طرح انہوں نے عرض کیا کہ 1985 میں یہ پالیسی بنی تھی۔ میں نے بھی عرض کیا تھا کہ 1985 تک لوگ کنٹریکٹ پر Employ ہوئے ہیں لیکن 1987 میں وہ ریگولر ہوگئے 1988 میں ریگولر ہوئے اور پھر 1989 میں ریگولر ہوئے اسی طرح ہم تیار ہیں اپوزیشن والے، اگر گورنمنٹ تیار ہے کہ Without pension جو انکا Main contention ہے اگر اسکو فی الحال، جس طرح گورنمنٹ چاہتی ہے، ایک طرف رکھ لے اور سول سرونٹ ایکٹ ہے اس میں ہم ترمیم کرکے باقی مراعات تو ویسے بھی آپ دے رہے ہیں، اس میں تو آپ پر Burden کی بات ہی نہیں ہے۔ تو کم از کم Regularization کی حد تک تو آپ مان لیں۔ ٹھیک ہے پنشن کی حد تک ہم آپکے ساتھ Concede کرلیں گے، کہ اس سیکشن کو ہم سول سرونٹ ایکٹ میں امنڈمنٹ کرکے لیکن وہ جو باقی مرعات ہیں۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب سپیکر:</u> عبدالاکبر خان! آپکی تجویز آگئی اور میرے خیال میں حکومت اس پر سوچ رہی ہے۔

<u>مولانا محمد عصمت اللہ:</u> جناب سپیکر! سر اگر آپ مجھے۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> حکومت اس پر سوچ رہی ہے۔

The sitting is adjourned till 09:30 am tomorrow morning.

(اجلاس بروز بدھ مورخہ 03 ستمبر 2003ء صبح ساڑھے نو بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا)